جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

جولائی ۲۰۰۱ء

ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۹ | جولائی ۲۰۰۱ء ۔ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ | شمارہ : ۷

مدیر اعلیٰ
سیّد محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ
لاہور

بدلِ اشتراک	
پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ـــــــ سالانہ ۱۵۰ روپے	اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مدّتِ خریداری ختم ہو گئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ـــــ ۵۰ ریال	ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے
بھارت، بنگلہ دیش ـــــ ۶ امریکی ڈالر	دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
امریکہ، افریقہ ـــــ ۱۶ ڈالر	پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰ موبائل: ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱
برطانیہ ـــــ ۲۰ ڈالر	فون: ۷۷۲۶۷۰۲-۴۲-۹۲ فون / فیکس: ۷۷۰۰۵۷۷
	E-mail: jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ______ ۳

درسِ حدیث ______ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ صاحب ______ ۵

اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون ______ ۱۳

تحفّظِ سُنّت کانفرنس ______ ۱۶

ہر زندگی پہ موت کا پہرا دکھائی دے (نظم) ـ سیّد امین گیلانی ______ ۲۳

مسئلۂ تقلید ______ محمد بن عبد اللہ السبیل ______ ۲۴

افغانستان پہ پابندیاں ______ ۳۲

فہمِ حدیث ______ مولانا مفتی عبد الواحد صاحب ______ ۳۸

الوداعیہ اشعار ______ پروفیسر میاں محمد افضل ______ ۴۲

حاصلِ مطالعہ ______ مولانا نعیم الدّین صاحب ______ ۴۴

اخلاقِ حسنہ ______ قاری سمیع الحق صاحب ______ ۵۲

بزمِ قارئین ______ ۵۴

الہلال ______ ۵۷

تبصرہ ______ ۵۹

رابطہ: دفتر کراچی

حضرتِ مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

پاکستان اس وقت جن اندرونی اور بیرونی مشکلات سے دوچار ہے ، موجودہ نظام کے ہوتے ہوئے ان سے نکلنا تنہا کسی شخصیت یا جماعت کے بس کا کام نہیں ہے کشمیر کا پُرپیچ مسئلہ' افغانستان سے تعلقات اور امریکہ بہادر کی پاسداری ، غیر متوازن اقتصادیات' فوجی اخراجات اور ایٹمی حیثیت' پانی کے مسائل صوبوں کی لڑائیاں لسانی اور علاقائی تعصبات ، بیمار صنعت زرعی پیداوار میں روز بروز قلت غربت و افلاس سودی نظام کا وبال ، سرمایے کی باہر منتقلی ، حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات اور آسائش پرستی سہ رُخہ نظامِ تعلیم عدالتی بے اعتدالیاں ۔ ان بیماریوں میں سے ہر ایک بیماری اپنی جگہ سرطان کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہے جس سے ملک کی جڑیں کھوکھلی ہو کر رہ گئیں ہیں ان مشکل حالات میں عوام و خواص بالخصوص حکمرانوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف رجوع ہی کسی معجزے کا ظہور کر سکتا ہے اب جبکہ چیف ایگزیکٹو جناب پرویز مشرف ۲۰ جون سے صدرِ پاکستان کا عہدہ سنبھال کر پہلے سے بھی زیادہ با اختیار اور طاقتور حیثیت میں آچکے ہیں بحیثیت مسلمان حکمران کے اسلامی نظام کے حوالہ سے ان کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں اور نسبی اعتبار سے آلِ رسول سے ہونا تو کچھ اور ہی تقاضا کرتا ہے بصورتِ دیگر آخرت میں عنداللہ مواخذہ اور جوابدہی سے کوئی طاقت بچا

نہ سکے گی۔ صدر پرویز مشرف کو چاہیے کہ مصلحت پسند اور خوشامدی عُلماء اور سیاستدانوں سے اپنے کو دُور رکھیں، آزاد سوچ کے حامل بے باک عُلماءِ حق سے رابطہ رکھیں، اُن کے مشورے بے لوث اور مخلصانہ ہوں گے اُن پر عمل کر کے مُلکی مشکلات پر قابُو پانا آسان ہو جائے گا اور اسلامی نظام کے نفاذ کی صُورت میں اللہ ربّ العزّت سے دُنیا و آخرت کی سرخروئی کی قوی اُمّید بھی رکھی جا سکے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام اور مُلک و قوم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

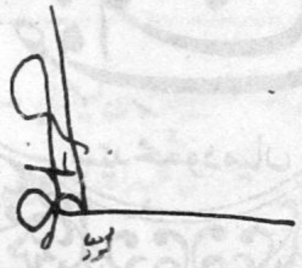

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

مولای صلِ وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

درس حدیث

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ قدوسیہ چشتیہ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مُسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

امارتِ یزید، کیا بیعت لازمی تھی؟ صحابۂ کرامؓ اور امامِ اعظمؒ کا طرزِ عمل
امامِ ابو یُوسُف رحمہ اللہ کی حق گوئی اہلِ کوفہ معمولی لوگ نہ تھے

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۲، سائیڈ بی، ۸۴-۴-۶

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدؐ وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

اما بعد! حضرت سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ذکر چل رہا تھا اُس میں مَیں نے عرض کیا تھا کہ اُن کا جو خروج تھا باہر نکلنا اُس کی وجہ کیا تھی؟ اور وہ کس نیت سے نکلے تھے۔ شرعی طور پر اُن کے لیے اس کا جواز کیا تھا۔ اس کے بارے میں مَیں نے عرض کیا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عُمر کے آخری حصّہ میں اہم مقامات کا دَورہ فرمایا تھا اس دوران وہ کوفہ بھی گئے مکّہ مکرّمہ بھی مدینہ منوّرہ بھی اور ان جگہوں پر اُنھوں نے دیکھا کہ لوگ یزید کے حق میں رائے نہیں دے رہے۔ مدینہ منوّرہ میں اس سے بھی کچھ پہلے یا اسی دوران ایک واقعہ یہ ہُوا تھا کہ مروان تقریر کر رہا تھا تو اس میں یزید ابن معاویہ کا اُس نے ذکر شروع کیا لکی یبایع له بعد ابیہ "تاکہ والد کے بعد اُس سے بیعت کر لی جائے اس پر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰنؓ کھڑے ہُوئے اُنھوں نے مخالفت کی اور تاریخوں میں آتا ہے کہ یہ بات کہی کہ ہرقل کا طرز ہے ہمارا نہیں ہے اسلام میں ایسے نہیں رہا کہ باپ کے بعد بیٹا ہی ہو یہ ہِرَقلیۃ ہے شام کا عیسائی بادشاہ ہرقل تھا اور اُن کے یہاں اسی طرح سے سلطنت چلی آئی تھی، تقریباً اکتالیس بادشاہ گزرے تھے اور پانچ سو سال حکومت ان کی رہی تھی شام پر۔ اصل میں یہ چلے تھے رُوم سے اٹلی کے یہ لوگ رہنے والے

تھے۔ حکومت ان کی اٹلی سے آگے بڑھی تو ترکی پر ہوگئی، ترکی سے اور آگے بڑھی تو یہ فلسطین وغیرہ سارا علاقہ انھوں نے فتح کرلیا اور بڑے عرصہ بڑی زبردست حکومت رہی اُن کی اور آخری دَور میں ایک تو یہ سُپر پاور تھی، دوسری کسرٰی کی سُپر پاور تھی جسے مُسلمانوں نے دونوں کو شکست دی اور دونوں ختم ہوگئیں تو اُنھوں (عبدالرحمان بن ابی بکر) نے یہ اعتراض کیا، بخاری شریف میں تو اتنا ہی ہے جعل یذکر یزید بن معاویۃ لکی یبایع لہ بعد ابیہ[1] اس پر حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی اُنھوں نے یہ جملہ جو کہا یہ سیاسی اعتبار سے مؤثر جملہ تھا۔ اس واسطے ناگوار گزرا اور اُس نے کہا انھیں گرفتار کرلو پکڑلو انہیں۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے حجرہ اُن کا وہی تھا جو پہلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُجرے مقرر کر رکھے تھے دے رکھے تھے آپ کا اپنا جو علاقہ تھا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے اُنہی میں سے ایک حجرہ ان کا رہا ہے تاحیات۔

ازواجِ مطہراتؓ معتدّات کی مانند تھیں

اور تمام ازواجِ مطہرات جو ہیں وہ فی حکم المعتدات رہی ہیں، جیسے عِدّت میں ہوں گویا، اور اُن کے لیے حکم یہ تھا وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اپنے گھروں میں بیٹھو، تو رہیں ساری عُمر اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس کے بھی قائل نہیں تھے کہ وہ حج کے لیے جا سکیں بس قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اپنے گھروں میں رہو تمہارے لیے حکم الگ آگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ

اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمینیں تھیں آپ کا ترکہ جو تھا وہ کچھ زمین تھی ہتھیار تھے اور خچر تھے سفید۔ یہ ترکہ آتا ہے بہت سے بہت زرہ تھی۔ چند چیزوں کا اور ذکر مِل جائے گا۔ ایک زرہ آپ کی یہودی کے پاس رکھی ہوئی تھی گروی اس سے آپ نے اناج لیا تھا ضرورت پُوری کرنے کے لیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد

گویا جو اپنی آمدنی تھی وہ تو سب خرچ ہو جایا کرتی تھی جو مانگتا تھا دے دیتے تھے اُس کو اپنی ضرورت پُورا کرنے کے لیے بھی نہیں رہتا تھی تو اپنی ضرورت کے لیے آپ نے وہ گروی رکھی تھی تو وہ مکانات جو تھے جس طرح رہے وہ رہے اور جو زمین تھی اُس کی آمدنی

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۱۵

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تقسیم کیا کرتے تھے بالکل اسی طرح تقسیم ہوتی رہی بعد میں بھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح لازمی کردیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح سے کیا ہے فلاں جگہ کی زمین اس کام میں فلاں جگہ کی زمین اس کام میں، فلاں جگہ کی زمین اس کام میں لگادی اُس طرح سے وہ کرتے رہے وہ ایک طرح سے وقف ہی ہوگئی جیسے، یا یُوں سمجھ لیجیے کہ جیسے کہ آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مِلک ہوں اور اگر زندگی رہتی اور ایک ہزار سال رہتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ یا زیادہ سال رہ لیتیں تو آج بھی وہ گویا عِدّت میں ہوتیں تو وہ حکم معتدات میں تھیں تو وہ وہیں تھیں اُن کے حجرے میں وہ (حضرت عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ) چلے گئے پھر اُس نے پیچھا نہیں کیا لیکن اُس نے ایک جملہ کہا کہ یہ وہ آدمی ہے کہ جس کے بارے میں قرآن پاک میں یہ آیت اُتری ہے جس میں یہ ہے کہ اُس نے اپنے والدین سے اُفّ کہا یعنی جواب دیا اور بُرا سلوک کیا یہ آیت اُس نے پڑھی یہ سورہ احقاف کی آیت ہے اور یہ واقعہ بُخاری شریف میں سورہ احقاف کی تفسیر میں ہے جلد دوم میں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سُنا تو کہا کہ ہم بہن بھائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی ایک نہیں اُتاری سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں (عفت و پاک دامنی کا) عذر جو تھا میرا وہ نازل فرمایا، صفائی کی آیتیں جو آئی ہیں سُورہ نُور میں وہ نازل ہُوئی ہیں۔ مطلب یہ ہُوا کہ مدینہ والے متفق نہیں تھے بلکہ خلاف تھے اس چیز کے، نتیجہ یہ ہُوا کہ بیعت اُن سے لی گئی تو کچھ نے کی بیعت اور کچھ نے نہیں کی تو بیعت لینا رائے لینا ہوتا تھا اور بیعت لینا ایک معاہدہ لینا بھی ہوتا تھا کہ ہم اس پر رہیں گے قائم جیسے حلف برداری ہوتی ہے تو اس میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان حضرات نے نہیں کی اور وقت گزاری کی اور چلے گئے وہاں سے، اس دوران حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط آئے۔

کیا مخصوص حالات میں بیعت منعقد ہوجاتی یا نہیں یہ لازمی ہے یا نہیں ایک سوال اور اس کا جواب

اب سوال یہ ہے کہ اس طرح سے بیعت سے خلافت ہوتی ہے منعقد یا نہیں اور اگر خلافت منعقد ہو بھی جاتی ہے تو بیعت ہونا ہر انسان کے لیے لازمی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اگر دیکھا جائے تو اُس زمانے میں جب یہ شکل پیش آئی تھی تو اُن حضرات نے کیا عمل کیا ہے تو یہی ملے گا کہ اُنھوں نے اسے ضروری نہیں سمجھا تاوقتیکہ خلافت اس کی جم نہ جائے اگر خلافت جم جائے بالکل امن ہوگیا پھر اُنھوں نے بیعت کی ہے ورنہ نہیں تو اس کی مثال دوسری حضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے وہ صحابی بھی ہیں اور ایک محمد ابن حنفیہ

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ ان دونوں حضرات کا معاملہ ایسے ہُوا کہ جب یزید کی موت کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو مکّہ مکرمہ میں تھے اُنھوں نے اعلان ہی کر دیا اپنی خلافت کا ، موت کے بعد نہیں بلکہ پہلے اُس کی زندگی ہی میں تو حضرت ابن عبّاسؓ اور محمد ابن حنفیہؒ ان حضرات سے اُنھوں (ابن زبیرؓ) نے چاہا کہ بیعت ہو جائیں لیکن اُنھوں نے کہا کہ ابھی نہیں جب تک استقرار نہ ہو، تمہاری حکومت کا، ابھی ابتدائی دَور ہے جو ساتھ دے رہے ہیں انھیں ساتھ لے لو بس اسی پر اکتفا کرو، اس پر اصرار ہی نہ کرو کہ بیعت بھی ہوں تم سے یہ اُن کی رائے تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عبّاسؓ فقہا میں بھی ہیں یہ حضرات بھی بڑی عُمر کے ہو چکے تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے ہو چکے تھے، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی بڑی عُمر کے ہو چکے تھے، مدینہ منوّرہ میں رہے جہاں حکومت کے کام ہوتے رہے تھے علمی کام ہوتے رہے تھے دورِ خلافت والد کا بھی گزرا تھا اور اُس وقت بھی یہ بڑے تھے اُس وقت بھی جو ان کی عُمر ہو گی وہ چالیس سے اُوپر تھی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دَورِ خلافت آیا، تمام مسائل سامنے تھے جانتے تھے اُنھوں (حضرت حسینؓ) نے بیعت نہیں کی چلے گئے مکّہ مکرّمہ وہاں اُنھیں خطوط پہنچے ہیں اور اس میں یہ لکھا تھا کوفہ والوں نے کہ ہم نے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی آپ آجائیں۔ آپ آجائیں گے تو ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے تو معلوم یہ ہُوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو طریقہ نامزدگی کا اختیار فرمایا تھا اُس سے بہت سے صحابہ کرام کو مسئلے کی حیثیت سے اختلاف تھا کہ اس طرح سے خلیفہ بنانا دُرست نہیں ہے اگر اختلاف نہ ہوتا تو بیعت ضرور کرلیتے۔ اختلاف تھا تو بیعت نہیں ہُوئے اب جب بیعت ہی نہیں ہُوئے تو اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے ساتھ دیا اور بیعت نہیں ہُوئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساتھ بھی نہیں دیا خلاف ہی رہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تو اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اچانک وفات ہوگئی تھی وہ عمرے یا حج کے لیے گئے تھے کہ راستہ میں وفات پاگئے تھے وہ حیات نہیں تھے اور یہ حضرات تھے۔ ان حضرات نے یہ کیا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہُوا اور اس مسئلے پہ عمل بہت لوگوں نے کیا۔

امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کا طرزِ عمل

اور ہماری فقہ کی جڑ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُن کے طرزِ عمل سے آپ اندازہ کر لیجیے کہ اُنھوں نے بھی یہی کیا۔ بنو اُمیّہ کا دورِ خلافت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں ختم ہُوا اور بنو عبّاس آئے۔ بنو عبّاس نے چاہا کہ وہ قاضی ہوں اُنھوں نے

اس دَور میں اس عہدہ کو قبول نہیں کیا نہ قبول کرنے کی وجہ کیا وہ عالم نہیں تھے ؟ کیا وہ فیصلہ نہیں دے سکتے تھے ؟ وہ اسلامی احکام سے واقف نہیں تھے ؟ وہ تو اتنے بڑے فقیہہ تھے کہ مسئلے پُوچھے جائیں تو جواب فوراً دیتے ہیں۔ اور جہاں جاتے تھے مسائل پُوچھنے والوں کا جمگھٹا وہاں ہو جاتا تھا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا ماحول

مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ میں آپ جائیں تو بڑے سے بڑے آدمی سے آپ آسانی سے مل سکتے ہیں اُس کے ساتھ چل بھی سکتے ہیں اس سے بات بھی کر سکتے ہیں وہاں ہجوم ہوگا ہی نہیں، سب عام آدمیوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اتنے بڑے لوگ جو بہت بڑے بڑے ہیں یہاں اُن سے ملنے کا وقت نہیں مل سکتا وہاں اُن کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں اُن کے ساتھ چل پھر سکتے ہیں خُدا کی قدرت ہے کہ وہاں بڑائی اللہ تعالٰی کی ہے اور مدینہ منوّرہ میں بڑائی اللہ تعالٰی کی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہے وہاں دوسرے جتنے بڑے جاتے ہیں سب سادے ہو جاتے ہیں۔ سب عام درجے میں آجاتے ہیں وہاں نہ اُن کی ہیبت اس طرح کی رہتی ہے ملنے والوں پر کہ بات ہی نہ کرے آدمی، ہمّت نہ کرے اور نہ وہ خود ایسے رہتے ہیں۔ ہاں اہلِ اللہ کی بات الگ ہے یہ اُن کے ساتھ لوگ رہتے ہیں بہت ہی بڑے لوگ ہوں تو وہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کی وجہ سے اتّباعِ سنّت کی وجہ سے اُنھیں اللہ یہ شرف بخش دیتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اُن کے گرد حلقہ رہتا تھا۔

امام اعظمؒ کی مقبولیت حاضر جوابی حضرت لیثؒ کی خیر بت

تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ گئے مکّہ مکرّمہ حج کے لیے تو لیث ہیں ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پلّہ عالم مجتہد وہ مصر کے بہت بڑے آدمی ہیں وہ آئے ہوئے تھے یہاں اُنھوں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں ان کے گرد مجمع ہے مسئلہ پُوچھنے والوں کا معلوم کیا کیسے ہے کون ہے کہا کہ ابو حنیفہ ہیں لوگ کیسے ہیں کہا کہ مسائل پُوچھ رہے ہیں یہ قریب چلے گئے ایک آدمی نے آکر پُوچھا کہ جناب میں تو بڑا تنگ آیا ہوا ہوں اپنے بیٹے سے کیسے اُس کا معاملہ حل ہو سمجھ میں نہیں آتا میں اُس کے نکاح کرتے کرتے تھک گیا ہوں میں نکاح کر کے لاتا ہوں طلاق دے دیتا ہے، باندی خرید کر دیتا ہوں تو اس کو آزاد کر دیتا ہے میرا تو مہروں کی وجہ سے بھی اور ادھر خریدنے کی وجہ سے بھی ہر حال میں مال کا نقصان ہو رہا ہے اور ہر انسان کو خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد کے یہاں اولاد ہو تو امام صاحبؒ نے سُنتے ہی جواب دیا کہ ایسے کرو کہ ایک باندی خرید و تم اُس باندی کا نکاح کر دو بیٹے سے تو اگر وہ طلاق دے گا بھی تمہاری باندی تو رہے گی نقصان تو کوئی نہیں ہوگا

تمہارا۔ لیث کہتے ہیں کہ اتنی جلدی سے اتنا عمدہ قسم کا حل لیکن فوراً جواب دینا جو ہے یہ اُس سے بھی زیادہ عجیب چیز تھی تو جب وہ متأثر ہوئے تو پھر اُنھوں نے امام صاحبؒ کے شاگردوں سے تعلق رکھا ہے امام صاحب کے شاگردوں میں بڑا درجہ ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اُن سے لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ حدیثیں بھی لی ہیں وہ طحاوی میں موجود ہیں۔ لیث عن یعقوب عن نعمان۔ امام صاحب کا نام نُعمان ہے، یعقوب ابو یوسف ہیں۔ اس نام سے سند موجود ہے تو اُن کا عمل خود کیا تھا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اتنے بڑے عالم اتنے بڑے فقیہہ ہیں کہ دوسرے ان کی تعریف کریں کیا انہیں پتہ نہیں تھا کہ میں اگر قاضی ہو ہو جاؤں گا تو فیصلے دے سکتا ہوں اور دوسرے قاضی سے جو غلطی ہوئی اُس کو اُنھوں نے بتا دیا کہ بھئی یہ غلطی ہوئی ہے اس میں، دوسرے کو کہتے تھے ہم سے پوچھ لو، یہ اُن کی ترغیب بھی تھی اجازت بھی تھی کہ پوچھ لو ہم سے لیکن خود قاضی نہیں ہوئے کیوں نہیں ہوئے؟

عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ

اس وجہ سے نہیں ہوئے کہ یہ تازے تازے آئے تھے کیا پتہ کل کو پھر بنو اُمیّہ آجائیں دوسرے یہ کہ کیا پتا ان کی نظر میں ضروری ہو کہ فلاں آدمی کو سزا دینی ہی دینی ہے تو قاضی پر دباؤ ڈالیں ناجائز کام اُس سے لیں گے اس لیے اس دَور میں قاضی بننا ٹھیک نہیں ہے وہ قاضی نہیں ہوئے اس دَور میں۔ وہ دَور جب گزر گیا اور بنو عبّاس کی خلافتِ عبّاسیہ جو تھی یہ قائم ہو گئی جم گئی تو اُس کے بعد دَور آیا ہے امام ابو یوسفؒ کا اُن کے شاگرد کا۔

امام ابو یوسف کا عہدہ قبول کرنے کی وجہ اور اُس کا فائدہ

اُن کو جب پیش کش کی گئی تو اُنھوں نے مان لی اور اس سے فائدہ ہُوا بہت زیادہ فائدہ ہُوا وہ قاضی القضاء بنے اس دَور کے۔

انگریزوں کی عیّاری

اب انگریزوں کی عادت یہ ہے کہ وہ اعتراض کرتے ہیں اور اعتراض کے لیے مُسلمانوں کا جو طبقہ مل جائے جس طبقہ کو جو دلیل بھی بھلی لگے وہ اس کے سامنے ڈال دیتے ہیں تو یہ جو رُوس کی طرف دیکھتے ہیں مُسلمان اُن کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ تو بادشاہ کے قاضی تھے اُنھوں نے تو بادشاہ کا ساتھ دیا ہے۔ ایسے آدمی کی تو ہم بات ہی نہیں سُنتے یعنی مذہب سے نفرت اور یُورپ والے اس طرح کے شوشے جتنے ممکن ہوتے ہیں تیار کرتے ہیں چھوڑتے ہیں۔

امام ابو یوسفؒ کی حق گوئی اور بیباکی

ہم نے امام ابو یوسفؒ کی کتاب دیکھی "کتاب الخراج"۔ یہ ایک چھوٹی

سی کتاب ہے کوئی دو سو صفحات کی تقریباً تو اس (کے لکھنے) کی وجہ یہ ہُوئی کہ ہارون رشید کو کچھ مسائل دریافت کرنے تھے اس نے اُن سے سوالات کیے اُنھوں نے ان کے جوابات دیے کہ آپ نے مجھ سے یہ پُوچھا آپ نے مجھ سے یہ پُوچھا اس کتاب کے شروع میں اُنھوں نے اس کا مقدمہ لکھا ہے مقدمہ کے اندر اُنھوں نے اس کو ہر وعید والی روایت سُنادی اور ایسے سخت مضامین کسی بھی دَور میں بلکہ آج کے جمہوریّت کے دَور میں بھی لکھنے مشکل ہیں جیسے اُنھوں نے اسے مخاطب کرکے لکھے ہُوئے ہَیں اور احکام ہر چیز کے بتلائے ہیں سزاؤں کے بھی بتائے ہَیں کیا طریقہ ہو کس طرح ہو۔

نہی عن المنکر امام ابو یُوسفؒ نے ایک جگہ دیکھا کہ لوگوں کو دُھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے تیل مل کر۔ پُوچھا یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ خراج نہیں دیتے، اُنھوں نے کہا کہ خراج نہیں دیتے مگر اس طرح تکلیف دینی رعایا کو قیدی بنا کر یہ جائز نہیں ہے یہ (ایک قسم کی) تعذیب (بالنار) ہے عذاب دینا ہے اور (اس خاص قسم کا) عذاب دینا جو ہے وہ خُدا کا کام ہے تم لوگوں کا کام نہیں ہے۔ ہٹا دیا گیا اُن کو، اس کتاب میں اُنھوں نے لکھا کہ تم ان انسپکٹروں کو جو (مال) وصول کرنے جاتے ہیں ہدایت دو کہ جو مال نہ دے سکے اس طرح سے تنگ نہ کریں۔ بات کریں اصرار کرلیں مطالبہ بار بار کرتے رہیں لیکن یہ ان کو سزا دیں اس طرح سے کھڑا کرکے یہ نہ دینی چاہیے۔ بہت چیزیں اُس کے اندر آئی ہُوئی ہیں۔ ان ائمہ کرام نے یہ چیزیں کہاں سے لی ہیں تو ان حضرات نے انہی حضرات سے لی ہَیں مثلاً حضرت حسینؓ نے بیعت نہیں کی، حضرت عبد اللہ ابن عبّاسؓ نے ابنِ زبیرؓ کی بیعت نہیں کی، محمد بن حنفیہؒ نے نہیں کی خود عبد اللہ ابن زبیرؓ نے یزید کی نہیں کی، بہت سے لوگ ایسے رہے اور نہ کرنے کی وجہ یہی ہے احتیاط۔ کوفہ والوں نے نہیں کی کیا وجہ ہے امام صاحب تو کُوفہ کے رہنے والے تھے وجہ اُن کے نزدیک یہی تھی۔

بیعت میں جلدی نہ کرنی چاہیے معلوم ہُوا کہ مسلک صحیح بھی یہی ہَے کہ بیعت ہونے میں جلدی نہ کرے۔

حضرت علیؓ کے دَور میں بھی ایسا ہُوا ہے اور یہ واقعہ اِن حضرات سے پہلے کے حضرات میں بھی ہو چُکا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور میں ہو چکا ہے ساتھ تو دیا ہے لوگوں نے رائے کے اعتبار سے کہ آپ ہی مقابل ہَیں آپ ہی اس کے مستحق ہیں لیکن یہ کہ ہم آپ کے ساتھ اور اس سے زیادہ عملی ساتھ بھی دیں یہ ابھی نہیں کر سکتے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ اس طرح

سے رہے ہیں اور اُنھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھوڑ دیا نظر انداز کر دیا کچھ عرصہ اُنھوں نے بیعت سے بھی توقف کیا وہ بھی گوارا کیا اُنھوں نے

یہ طرز اور احتیاط شروع سے چلی آئی ہے

تو گویا یہ طرزِ عمل معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی آگے تک بہت شروع کے دَور سے چلا آیا ہے تو اُنھوں نے خود بیعت نہیں کی اور کوفہ والوں نے بیعت نہیں کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرز کو ہی پسند نہیں کیا اُنھوں نے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو اجتہاد فرمایا تھا اور ایک رائے قائم کی تھی اُس اجتہاد اور اُس رائے سے کوفہ والوں کو اختلاف تھا۔

اہلِ کوفہ کے نزدیک خلافت منعقد ہی نہ ہُوئی تھی

گویا اُن کی نظر میں یزید کی خلافت ہی منعقد نہیں ہُوئی جب وہ منعقد ہی نہیں ہُوئی نافذ ہی نہیں ہُوئی تو اس دوران میں خطوط آئے، اہلِ کوفہ کی طرف سے حضرت حسینؓ کے نام اَب کوفہ کی طرف سے جو خطوط آئے ان میں یہی مضمون تھا کہ ہم نے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔

اہلِ کوفہ کوئی معمولی لوگ نہ تھے

اور کوفہ کے لوگ معمولی نہیں تھے کیوں کہ وہاں عُلماء بھی بہت تھے۔ اس دَور میں صحابہ کرام بھی تھے۔ صحابہ کرام میں وہاں بڑے بڑے حضرات تھے اہلِ بیعت رضوان بھی تھے۔ اہلِ بیعتِ رضوان میں حضرت سلیمان ابن صرد بھی آتے ہیں اُنھوں نے بھی خط لکھا تھا ان کو (حضرت حسینؓ کو)، تو ایسی صُورت میں اُنھوں نے جو کارروائی کی ہے وہ مَیں آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اپنی رضا اور فضل سے نوازے۔

از قلم سیّد محمود میاں صاحب

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت شیخ الاسلام السیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے بڑے داماد حضرت مولانا سیّد رشید الدین صاحب حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۰ ربیع الاوّل مطابق ۳ جون بروز اتوار مدینہ منورہ میں طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔ اللھم اغفرلنا و لہ حضرت کی عمر ستر برس ہوئی۔ قبرستان جنّت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ مدرسہ شاہی مراد آباد کے مہتمم اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز تھے آپ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے سابق شیخ التفسیر، پیر جھنڈا کلاں سندھ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حمید الدین صاحبؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے آپ کا نکاح حضرت اقدس شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز کی صاحبزادی مرحومہ محترمہ ریحانہ آپا سے ہوا تھا۔

بانی جامعہ مدنیہ جدید حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہ العزیز سے آپ کے دیوبند اور گہرے مراسم تھے جب بھی پاکستان تشریف لاتے ہمارے ہاں ہی قیام فرماتے ۱۹۸۸ء حضرت اقدس والد صاحب کی خصوصی دعوت پر آپ راقم کی شادی میں شرکت کی غرض سے مع اہلِ خانہ تشریف لائے حضرت والد صاحبؒ عرصۂ دراز سے گھر پر ہی رہتے تھے باہر بالکل تشریف نہ لے جاتے تھے اس لیے اسفار کا سلسلہ منقطع تھا اس لیے حضرتؒ نے اپنی جگہ برات کے ساتھ سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی بطورِ سرپرست حضرت مولانا رشید الدین صاحب کو بھیجا اور آپ نے تمام اُمور کی انتہائی مشفقانہ انداز میں سرپرستی فرمائی راقم کا عقد حضرت مولانا سیّد عبدالحق صاحب نافع عُرف نافع گل صاحبؒ کی پوتی سے ہوا۔ حضرت مولانا نافع گل صاحبؒ اسیر مالٹا حضرت مولانا سیّد عزیز گل صاحبؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میرے ولیمہ کے دن میری چھوٹی ہمشیرہ کی رُخصتی بھی تھی لہٰذا اس سے ایک روز پہلے اس کا نکاح بھی آپ ہی نے پڑھایا۔ دس بارہ روز

بعد یکم مارچ ۱۹۸۸ء کو آپ مع اہلِ خانہ ہندوستان واپس تشریف لے گئے۔ واپس گھر پہنچ کر ابھی سانس بھی نہ لیا تھا کہ ۲؍مارچ کو حضرت والد صاحبؒ کے ہارٹ اٹیک کی اطلاع پہنچی پھر اگلے ہی دن ۳؍مارچ کو حضرتؒ رحلت فرما گئے۔ اس موقع پر حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحبؒ نے ایک پُر درد تعزیتی خط ارسال فرمایا جو اس تعزیّتی نامہ کے آخر میں تاریخی یادگار کے طور پر قارئین کی نظر کیا جا رہا ہے جس سے دونوں بزرگوں کے باہمی تعلّق اور محبّت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ آخری بار گزشتہ برس نومبر میں پاکستان تشریف لائے دس گیارہ روز قیام فرمایا، آپ کے صاحبزادہ محترم مولانا اشہد صاحب بھی تھے، جامعہ مدنیہ جدید تشریف لے گئے اپنی قیمتی رائے تحریر فرمائی جو گزشتہ برس دسمبر کے شمارے میں شائع کی گئی تھی۔ جامعہ جدید سے متعلّق نصیحتوں اور مفید مشوروں سے بھی نوازا، نیز فرمایا کہ "بالکل اطمینان اور سکون سے کام کرتے رہیں۔ دار العلوم دیوبند تو آج دار العلوم ہے اس وقت کیا تھا۔" اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو اس تعلّق اور لگاؤ کا بہت اچھا بدلہ آخرت میں عطا فرمائے اور ہمارے سروں پر اُن کے شفیق سائے کا نعم البدل عطا فرمائے۔ حضرتؒ کی مغفرت فرما کر اعلیٰ فردوس میں جگہ عطا فرمائے حضرتؒ نے اپنے پسماندگان میں دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں اللہ تعالیٰ اس حادثہ پر اُن کو اور مدرسہ شاہی کے تمام کارکنان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ جامعہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں مسلسل تین روز ایصالِ ثواب اور دُعاءِ مغفرت کا سلسلہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۷۸۶

۶ مارچ ۸۸ء

عزیزم مکرم! مولانا محمود میاں صاحب! حفظکم اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! کیا لکھوں! کیسے لکھوں۔ بہت سوچا! بہت چاہا! مگر نہ قلم نے ساتھ دیا! نہ دل و دماغ آمادہ ہُوا۔ مجبور ہو کر بیٹھ رہا! آج پھر مدرسہ والوں نے چند سطریں لکھنے کا تقاضا کیا!

میرے عزیز! میں کیا تمہیں تسلّی دُوں۔ مَیں تو خود غم سے نڈھال ہوں، مجھے کون تسلّی دے۔ تمہیں غم ہوگا کہ تمہارا باپ اور سرپرست اعلیٰ نہ رہا! مجھے غم ہے کہ میرا! عظیم تر بھائی نہ رہا! ہائے افسوس!

رُوئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شُد![1]

بہرحال! مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ!

خود صبر کرو۔ اور سبھوں کو صبر کی تلقین کرو۔ یہی حکمِ ربّی ہے۔ اس کے علاوہ چارہ بھی کیا ہے۔ اس لیے بھائی راضی برضا رہنے میں ہی عافیت اور تقاضائے بندگی ہے۔ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بندگی کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدہ محترمہ! بھائی، بہنوں، عزیز و اقارب اور دوست احباب بالخصوص ڈاکٹر مستنصر صاحب وغیرہ تک! میری طرف سے کلماتِ تعزیّت پیش فرما دیں اور سلام بھی! دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں۔ خُدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

فقط والسّلام

طالب دُعا

احقر رشید الدین

۱۷/۷/۱۴۰۸ھ

[1] میں گُل کا چہرہ جی بھر کے دیکھ نہ پایا تھا کہ بہار ختم ہوگئی۔

تجاویز تحفظ سُنّت کانفرنس

منعقدہ ۲ مئی بمقام دہلی انڈیا

جائزہ ——————— بقلم مدیر

پوری دُنیا کے مُسلمان اہلِ سُنّت والجماعت کے چار اماموں کی پیروی کرتے ہیں، ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار دُنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔ برِّصغیر پاک و ہند میں بھی سب مُسلمان امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پیروکار ہیں یہی وجہ ہے کہ باطل قوّتوں نے مُسلمانوں کی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کا جب بھی ارادہ کیا تو پہلا نشانہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور اُن کے نامور شاگردوں کو بنایا موجودہ دَور میں مُسلمانوں کے اتّحاد واتّفاق کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جہاں بہت سی نام نہاد دینی جماعتیں سرگرم عمل ہیں وہاں غیر مقلّدین کی جماعت بھی "اہلِ حدیث" کے نام پر اُمّتِ محمدیہ کے بڑے بڑے اماموں پر کیچڑ اُچھال کر احادیثِ نبوی کے ذخیرہ کو عام مُسلمانوں کی نظر میں غیر مؤثّر کرنے کی جسارت کر کے "منکرین حدیث" کی بڑی مدد کی ہے اور یُوں اپنے کو "اہلِ حدیث" کہلانے والوں نے اپنے کو خود ہی منکرینِ حدیث کی صف میں لاکھڑا کیا ہے۔ ظاہر ہے جب انسان کسی امام کی تقلید نہیں کرے گا تو ہر شخص اس پر عمل کرے گا جو اس کے دماغ میں آئے گا یُوں آہستہ آہستہ قرآن وحدیث کی مسلمہ تفسیر اور مصداق سے انکار کی نوبت آجائے گی والعیاذ باللہ۔ اس لیے اُمّتِ مسلمہ کو "غیر مقلّدیت" کے فتنہ سے بچانا اور خبردار کرنا علماءِ اُمّت کا دینی فریضہ ہے اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے ۲ مئی کو ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں امیرِ ملّت حضرت مولانا السیّد اسعد مدنی دامت برکاتہم

العالیہ نے جمعیّت عُلمائے ہند کے زیرِ اہتمام "تحفّظِ سُنّت کانفرنس" منعقد کی جس پر پُورے ہندوستان کے ہر طبقہ کے عُلماء نے شرکت فرمائی اور مُسلمانوں کو "اہلِ حدیث" کے لبادہ میں "غیر مقلّد" اور "منکرِ حدیث" بنانے کی ناپاک سازش ـــــ نیز سعودی حکومت کے جانبدارانہ بلکہ معاندانہ رویّہ کے خلاف اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مُسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانے کے لیے عملی جدّوجہد کے آغاز کا اعلان کیا ۔ انوارِ مدینہ کے ذریعہ اہلِ پاکستان اس کانفرنس میں پیش کردہ تجاویز کی بھرپُور تائید کرتے ہیں ۔

تجویز : ۱ ، غیر مقلّدین کے جارحانہ رویّہ کی مذمّت

تحفّظِ سُنّت کے اس عظیم اجتماع کو اس حقیقت کا پُوری طرح ادراک ہے کہ متّحدہ ہندوستان میں اسلام کی نشرواشاعت کرنے والے سارے خدّامِ دین اہلِ سُنّت والجماعت حنفی تھے ، اکثر و بیشتر سلاطین حنفی تھے اس لیے کئی صدیوں تک اسلامی قانون کی حیثیّت سے یہاں فقہ حنفی ہی نافذ رہی اور کتاب و سُنّت سے خود فقہ حنفی پر عمل کرنے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف و انتشار نہیں تھا جس کا اظہار و اعتراف غیر مقلّدین کے رئیس اعظم جناب نواب صدّیق حسن خان نے بھی کیا ہے ۔

بدقسمتی سے سقوطِ سلطنت مغلیہ کے بعد سرزمینِ ہند پر جب سے انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگیا تو اس سیاسی انقلاب کے جلو میں ذہنی انتشار اور فکری آوارگی نے بھی سر اُٹھایا اور تقلید ائمہ کے انکار کا نعرہ لے کر کچھ لوگوں نے مُسلمانانِ ہند کے صدیوں سے متوارث و متواتر مذہب کو اپنی تنقید و تنقیص کا ہدف بنایا ، جبکہ صحابہ کرام ؓ ، تابعین و تبع تابعین اور سلف صالحین کے دَور سے مُسلمانوں میں کسی ایسے فرقہ کا سُراغ نہیں ملتا جو غیر مجتہد ہونے کے ساتھ غیر مقلّد بھی ہو بلکہ جماعت مُسلمین کا متوارث عمل یہی چلا آرہا تھا کہ مجتہد کسی اور کی تقلید کے بجائے اپنے اجتہاد کی اتّباع و پیروی کرتے اور غیر مجتہدین بغیر کسی تردد کے اصحابِ اجتہاد کی تقلید کرتے تھے لیکن فکری آوارگی کے شکار مٹھی بھر لوگوں نے مُسلمانوں میں ایک نئے فرقے کی داغ بیل ڈال دی جس کا بچہ بچہ گویا منصب اجتہاد پر فائز غیر مقلّد بن بیٹھا اور منکرین حدیث کی طرح اہلِ قرآن کے نام کے پردے میں حدیث اور صاحبِ حدیث صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دینی و شرعی مقام و مرتبہ کا انکار کر دیا ، اسی طرح غیر مقلدین کے اس فرقے نے اہلِ حدیث

کے دعوے کر پردے میں فقہ اسلامی اور فقہائے اسلام کا سرے سے انکار کر دیا اور بطورِ خاص ان اعمال کی ترویج و اشاعت کی کوشش شروع کر دی جو ائمہ مجتہدین میں مختلف فیہ یا بالکل متروک ہو چکے ہیں اور خود اجتہادی کے زعم میں ائمہ مجتہدین کے درمیان اجماعی متفق علیہ مسائل کو تختۂ مشق بنایا، جس کے نتیجہ میں برِّصغیر کے مسلمانوں میں صدیوں سے چلا آرہا مذہبی اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہو گیا۔

اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ اس فرقے کے جارحانہ رویّہ سے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثبوت و صحت محفوظ ہے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین کا شریعت سے حاصل شدہ مقام و مرتبہ، اس لیے یہ تحفّظِ سُنّت کانفرنس غیر مقلّدین کے اس جارحانہ رویّہ کی کھلے الفاظ میں مذمّت کرتی ہے۔ اور ملّتِ اسلامیہ بالخصوص عُلماء فضلاء سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس خارجیّت جدیدہ کے اثراتِ بد سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں اور بھولے بھالے مُسلمانوں کو بھی ان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کسی بھی امکانی کوشش سے دریغ نہ کریں اور خُدائی فرمان "وجادلهم بالتي هي أحسن" کو سامنے رکھتے ہوئے اس فرقے کے بچھائے ہوئے دام ہم رنگ زمین سے اُمّت کو خبردار کرتے رہیں۔

تجویز-۲، الجامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ سے متعلّق تجویز

یہ تحفّظِ سُنّت کانفرنس اپنے اس یقین و اذعان کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ حرمین شریفین پوری اُمّتِ مسلمہ کی عقیدت و محبّت کا مرکز ہیں، یہی ارض مقدس اللہ کے آخری اور پسندیدہ دین کا منبع اور سرچشمہ ہے، یہی سرزمین دینِ اسلام کا نقطۂ آغاز و انتہاء ہے۔

اس لیے حرمین شریفین اور وہاں کی حکومت سے جذباتی ربط و اتحاد ایک فطری امر ہے، اسی فطری و جذباتی ربط و تعلّق کا یہ اثر ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کی نگاہیں حرمین شریفین پہ لگی رہتی ہیں، وہاں کے امن و سکون اور استحکام و ترقّی سے اُمّت کا ہر فرد دلی مسرّت محسوس کرتا ہے، وہاں کی حکومت اور عوام کی ادنیٰ پریشانی پر ملّتِ اسلامیہ مضطرب اور بے چین ہو جاتی ہے۔

یہ مقدس سرزمین اسلام کی ابتدائی صدیوں تک اسلامی علوم و فنون کا گہوارہ رہی، بڑے بڑے عُلماء فضلاء اور محدثین و فقہاء یہاں سے اُٹھے اور بلادِ اسلامیہ کو اپنے علم و ایمان کی روشنی

سے منور کر دیا مگر "ہر کما لے را زوال" کے مطابق رفتہ رفتہ یہاں کی علمی سرگرمیاں مدھم پڑنے لگیں، علم و عرفان کے اکثر سرچشمے خشک ہونے لگے جس سے ملّتِ اسلامیہ کو بجا طور پر تشویش تھی اور بہ دل و جان چاہتی تھی کہ اللہ رب العزت اس پاکیزہ بابرکت خطۂ ارض کی شایانِ شان تعلیمی ادارے کے قیام کی سبیل پیدا فرما دیں، بالآخر اُمّتِ مسلمہ کی یہ دیرینہ تمنّا پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حکومتِ سعودیہ کو اس عزّت افتخار سے ہمکنار فرمایا کہ اس کے ہاتھوں "الجامعۃ الإسلامیۃ المدینۃ المنورۃ" کا قیام عمل میں آیا، جس نے حکومتِ سعودیہ کے زیرِ سرپرستی قلیل مدّت میں اپنی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ اسلامی علوم و فنون کی نشر و اشاعت کا عظیم کارنامہ انجام دیا اور مختلف امصار و بلاد کے طلبہ علوم کو جامعہ اسلامیہ کی آغوش میں علمی و دینی تربیت کر کے عملی طور پر اتحاد بین المسلمین کی گراں قدر خدمت بھی انجام دی، اللہ تعالیٰ حکومتِ سعودیہ کی اس عظیم خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

مگر بعض اسباب و وجوہ کے تحت "الجامعۃ الاسلامیۃ" کا وسیع اور کشادہ آغوش تعلیم و تربیت تنگ ہو کر ایک خاص مکتبِ فکر کے لیے محدود ہوتا جا رہا ہے اور جو ادارہ قرآن و حدیث اور دیگر اسلامی علوم کی تبلیغ و اشاعت اور صحیح علوم کی تعلیم و تفہیم کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ آج اسی تعلیمی و دینی ادارہ سے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے خارج کرنے کا کام لیا جا رہا ہے۔ آج اس ادارہ پر ائمہ مجتہدین کی تقلید سے بیزار لوگوں کا تسلّط قائم ہو گیا ہے اور یہ منکرینِ تقلید اس تعلیمی و دینی ادارہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو اپنے زعم میں اسلام سے خارج کر دینے کا کام لے رہے ہیں، چنانچہ ماضی قریب میں "الجامعۃ الاسلامیۃ" کے ایک فاضل شمس الدین الافغانی کو "جھود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبوریۃ" کے عنوان سے مرتّب کیے جانے والے مقالہ پر (ڈاکٹریٹ) کی سند تفویض کی گئی ہے جب کہ دکتورہ کے اس مقالہ میں نہ صرف یہ کہ اُصولِ تحقیق اور جرح و تعدیل کے مسلّمہ اُصول سے انحراف کیا گیا ہے بلکہ علماءِ دیوبند کی اُردو تحریروں کو خود ساختہ عربی جامہ پہنا کر اُنھیں دیگر علماءِ احناف کے برخلاف وثنی، قبوری اور مشرک وغیرہ بتایا گیا ہے بالخصوص ان اکابر علماء کو جن کی علمی و دینی خدمات کے آگے برِّصغیر کے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں نام بنام مبتدع اور دین سے منحرف کہا گیا ہے۔

نیز علمار اشاعرہ وماتریدیہ کو بار بار جہمی لکھا گیا ہے جبکہ محدثین و فقہار کی اکثریت ہر دَور میں اُصولاً اشعری وماتریدی رہی ہے، نیز امام کرمانی شارح بخاری، امام سیوطی، علّامہ ابن حجر ہیثمی مکّی، زرقانی شارح موطا مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شارح مشکوٰۃ وغیرہ اعیان عُلماءِ دین اور خادمین کتاب و سُنّت کو جا بجا قبوری اور وثنی کے ناپسندیدہ خطاب سے نوازا گیا۔ گویا دینِ خالص کا حامل اور سُنّتِ رسول پر عامل اُمّت کا یہی شرذمۃ قلیلہ ہے جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث اور سلفی کہتا ہے اور ملّت کا سوادِ اعظم اور پُوری جماعت مُسلمین جو اُصولاً اشعری یا ماتریدی اور فروعًا حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلِ سُنّت والجماعت سے خارج، بدعتی، قبوری، وثنی، جہمی و مرجئی ہیں۔

اور اسی مُشرک ساز فرقہ کے عُلماء آج الجامعۃ الاسلامیہ کے تعلیمی شعبوں پر قابض ہیں اور اپنی تنگ نظری اور فکری آوارگی کی بنار پر افتراق بین المسلمین کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور الجامعۃ الاسلامیہ سے ایسے عُلماء و فضلار اطرافِ عالم میں بھیجے جا رہے ہیں جو اپنے انہی اساتذہ کے طریق پر افتراق بین المسلمین کی تخم ریزی کرتے ہیں اور فتنہ فساد پھیلاتے ہیں، اس لیے تحفّظ سُنّت کا یہ عظیم اجتماع حکومتِ سعودیہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ الجامعۃ الاسلامیہ کے نظامِ تعلیم و تربیت پر ازسرِ نو غور کرے اور ایسا نصابِ تعلیم وضع کرے جس میں ائمہ اربعہ کی فقہ کی تعلیم کو لازم کیا جائے اور اس بات کا خاص لحاظ رکھا جائے کہ الجامعۃ الاسلامیہ کے نظامِ تعلیم و تربیت کے لیے ایسے سربراہ مقرر کیے جائیں جو فکری آوارگی اور ذہنی تنگی کے بجائے وسیع النظر اور ائمہ اربعہ اور سلف صالحین کے علمی و دینی کارناموں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں

تجویز: ۳، حکومت سعودیہ عربیہ سے متعلق

حکومت سعودی عرب جسے اللہ رب العزّت نے حرمین شریفین کی خدمت کا عظیم شرف عطا فرمایا جس سے مسلمانانِ عالم کو بہترین اُمّیدیں وابستہ رہی ہیں اور الحمد للہ مسلمانانِ عالم کے اتحاد واتّفاق نیز دینی اجتماعیّت اور مذہبی رواداری کے سلسلے میں سعودی حکومت کی خدماتِ جلیلہ قابلِ ستائش اور مستحق مُبارکباد رہی ہیں، حرمین شریفین کی حفاظت اور قابلِ رشک خدمات، فریضہ حج کی پُرامن ادائیگی کا بہترین نظم، حجاج کرام کے جان و مال کی حفاظت اور ان کے لیے سہولتوں کی فراہمی، قرآن کریم اور دینی و

علمی کتابوں کی ترویج واشاعت وہ عظیم کارنامے ہیں جس کا ہر فرد معترف ہے۔

لیکن بڑے افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اظہار ناگزیر ہے کہ اب ادھر چند سالوں سے اس حکومت کے زیرِ سایہ ایسی کتابوں اور لٹریچر کی اشاعت بھی مسلسل ہو رہی ہے جن سے پُورے عالم کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہُوئے عام مُسلمانوں کے دینی اور ملّی اتحاد واتّفاق کو سخت ٹھیس لگی ہے اور اس سے تفریق بین المسلمین کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے اہل سُنّت والجماعت جو سب کے سب ائمہ اربعہ میں کسی نہ کسی کے پیروکار ہیں ان کے خلاف جارحانہ اور دل آزار کتابیں شائع کر کے انھیں سب وشتم کا نشانہ بنایا جارہا ہے، بلکہ بعض ایسی کتابیں اس سرزمینِ پاک سے شائع کی جارہی ہیں، جن میں کتاب و سُنّت کے متوارث اور مستحکم مفاہیم سے انحراف اور گریز کا ارتکاب کیا گیا ہے، ہمیں اس بات کا شدید غم ہے کہ یہ سب حکومت سعودیہ کے اہم مناصب پر فائز مشائخ کی نگرانی میں انجام پا رہا ہے مثلاً:

۱۔ حضرت شیخ الہندؒ کے مستند اور نہایت مقبول ترجمے پر پابندی لگا کر مولانا محمّد احمد جوناگڑھی کے ترجمہ وتفسیر کو شائع کرنا جو طریقہ سلف سے ہٹا ہُوا ہے۔

۲۔ الدیوبندیۃ نامی کتاب کی بار بار اشاعت جو اُن عُلمار ربانیین کے خلاف لکھی گئی ہے جن کی خدمات کتاب وسُنّت کی اشاعت کے سلسلے میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں، لُطف یہ ہے کہ اس کتاب کی تیّاری میں ان مبتدع ومتعصب مصنّفین کی کتابوں سے بطورِ خاص استفادہ کیا گیا ہے جو بے بُنیاد، جھُوٹی اور جھُوٹے الزامات پر مبنی ہیں۔

۳۔ "جهود علماء الحنفية في ابطال عقائد القبورية" نامی کتاب پر اُن کے اعلیٰ تعلیمی ادارے کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی سند تفویض کرنا، جس میں ان عُلمار کو مُشرک قبوری وثنی کہنے کی جسارت کی گئی ہے جن کی پُوری زندگی شرک و بدعات کے خلاف جہادِ مسلسل میں گزر گئی۔

اس لیے تحفّظِ سُنّت کانفرنس کا یہ نمائندہ اجلاس حکومتِ سعودیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے مفسد شر پسند اور تخریبی عناصر اور اُن کی ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھے اور اپنے ملک سے ہونے والی ان شرانگیز کارروائیوں سے مُسلمانانِ عالم کو بچائیں، نیز اپنی سابقہ نیک نامیوں پر حرف گیری کے مواقع نہ فراہم کرے۔

تجویز: ۴، غیر مقلّدین سے اختلاط نہ رکھنے کے بارے میں

تحفّظِ سُنّت کا یہ عظیم الشّان اجلاس تمام مُسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ موحد، سلفی، اہلِ حدیث اور دیگر مختلف ناموں سے غیر مقلّدین جو مقلّدین ائمہ اربعہ خُصوصًا امام ابوحنیفہ رح کے خلاف سخت جارحانہ پروپیگنڈہ کی مہم چلا رہے ہیں اس سے چوکنّا رہیں اور تقلید ائمہ جس پر ہر دَور میں ساری اُمّت کا اجماع رہا ہے اور خُصوصًا اس دَور میں اس کے بغیر اپنے دین کی حفاظت ہی ناممکن ہے اس سلسلے میں غیر مقلّدوں کی فریب کاریوں سے کسی طرح متأثّر نہ ہوں، ان کے حربوں میں سے ایک حربہ یہ ہے کہ وہ مال خرچ کر کے اور جگہ جگہ مدارس اور تعلیمی ادارے قائم کر کے اپنے شر کی اشاعت میں کوشاں ہیں، اس لیے ہم مُسلمانوں کو مکمّل احتیاط کرنی چاہیے کہ اپنے نونہال بچّے اور بچّیوں کو ان کے اداروں میں ہرگز داخل نہ کریں، ورنہ یہ لوگ ان معصوم بچّوں کی ذہن سازی کر کے ہماری نسلوں کو دین سے برگشتہ کر دیں گے۔

تجویز: ۵، مدارس کے بارے حکومت کا رویّہ

تحفّظِ سُنّت کا یہ عظیم اجلاس پورے وثوق کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے دینی مدارس پوری طرح امن پسندی، انسانیت نوازی اور حب الوطنی کے راستہ پر کاربند ہیں اور قومی و ملّی اعتبار سے کبھی بھی فتنہ و فساد کی سرگرمی میں ملوث نہیں رہے ہیں، حب الوطنی اور امن پسندی کے سلسلہ میں ان کا کردار بالکل بے داغ ہے جس کا کوئی بھی منصف شخص انکار نہیں کر سکتا، لیکن موجودہ حکومتِ ہند سالوں سے برابر دینی مدارس کے کردار کو داغدار کرنے اور مدارس سے وابستہ اشخاص کو مشتبہ قرار دینے پر تلی ہوئی ہے اور اکثریّت کے ذہن کو مُسلمانوں اور اُن کے دینی اداروں سے بدگمان کرنے کی مہم چھیڑ رکھی ہے۔

یہ کانفرنس حکومت کے ان اقدامات کی شدید مذمّت کرتی ہے اور مدارس کے خلاف یک طرفہ پروپیگنڈے کو امن و امان کے لیے سخت خطرہ تصوّر کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس طرح کی کارروائیوں کو فی الفور بند کرے تاکہ ملک کا امن و امان برقرار رہے اور اقلیّتیں بالخصوص

(بر صفحہ ۳۱)

جناب سیّد امین گیلانی

ہر زندگی پہ موت کا پہرہ دکھائی دے

تُو مجھ پہ مہرباں جو اے دُنیا دکھائی دے
کہتا ہے دل یہ مجھ سے کہ دھوکا دکھائی دے
دل میں جو اک ہجومِ تمنّا دکھائی دے
چھٹ جائے یہ تو زیست کا راستہ دکھائی دے
ہر زندگی کی موت حفاظت ہے کر رہی
ہر زندگی پہ موت کا پہرا دکھائی دے
انسان ہیں گو ہجوم کی صُورت رواں دواں
انسانیت ہے جس میں وہ تنہا دکھائی دے
تکتا ہوں ایک ایک کی صُورت ہجوم میں
حسرت یہ ہے کہ کوئی تو اپنا دکھائی دے
واللہ ہم نے دیکھے ہیں وہ دیدہ ور جنھیں
فرشِ زمیں سے عرشِ مُعلّٰی دکھائی دے
ڈرتا ہوں پھنس نہ جائے کہیں دامِ حرص میں
پنچھی کوئی ہَوا میں جو اُڑتا دکھائی دے
سجدہ کیے بغیر گزرتا نہیں امیؔن
ان کا جہاں بھی نقشِ کفِ پا دکھائی دے

مسئلہ تقلید۔ اجماع اور قیاس سے متعلق

استفتاء۔ اور اس کا جواب

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل

امام الحرمین الشریفین

سیکریٹریٹ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

نمبر ۱۰-۲۹۶ مؤرخہ ۸ رمحرم ۱۴۱۶ھ

عنوان: سوالات کا جواب

مکرم ڈاکٹر عدنان حکیم حفظہ اللہ تعالیٰ بواسطہ شیخ غلام مصطفٰی بن عبدالحکیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد، آپ کے ۱۹-۷-۱۹۹۵ء کے مکتوب میں بعض سوالات کا جواب طلب کیا گیا ہے اس خط کے حوالہ سے فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امور مسجد حرام و مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سربراہ کا مکمل جواب ارسال کرنے پر خوشی محسوس کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے۔

ڈاکٹر احمد محمد مقری: مدیر الجمع الفقہی الاسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی ادارہ برائے اُمور مسجد حرام و مسجد نبوی

مملکت عربیہ سعودیہ

ڈاکٹر عدنان حکیم کے سوالات کا جواب

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، میں درود وسلام کہتا ہوں محمد صلی

اللہ علیہ وسلّم پر جو ہمارے آقا ہیں اور اس کے بندے اور رسول نیز آپ کی آل پر اور تمام اصحاب پر۔

سوال نمبر۱: کیا صحابہ کرام، تابعین عظام اور فقہاءِ اُمّت کا اجماع حجّت شرعیہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اجماع تشریع اسلام کا تیسرا ماخذ ہے یا نہیں؟ اجماع کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور بالکلیہ اجماع کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: باتفاق عُلمار صحابہ کرام کا اجماع حجّتِ شرعیہ ہے اسی طرح تابعین اور فقہاء کا اجماع بھی حجّتِ شرعیہ ہے البتہ اس میں داؤد ظاہری نے اختلاف کیا ہے ان کی رائے یہ ہے کہ غیر صحابہ کا اجماع حجّت شرعیہ نہیں لیکن حجّت ہونے کا قول صحیح ہے کیونکہ حجیتِ اجماع کے دلائل عام ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہ وغیر صحابہ سب کے اجماع کو شامل ہیں اس لیے صرف صحابہ کرام کے اجماع کو حجّت کہنا سینہ زوری ہے، اس پر کوئی دلیل قائم نہیں! کتاب و سُنّت کے بعد اجماع کو تشریع اسلامی کے مآخذ میں سے تیسرا مأخذ تسلیم کیا گیا ہے۔

دلائلِ حجیت اجماع... جمہور عُلمار کے نزدیک اجماع حجّتِ شرعیہ ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے اس پر کتاب و سُنّت کے بہت سے دلائل ہیں ہم ان میں سے چند ایک ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ فرمان خداوندی ہے "ومن یشاقق الرسول من بعد" (الآیۃ) جو شخص ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور سبیل المؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے راستہ پر چلتا ہے ہم اُس کو اُدھر پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے اور ہم اس کو جہنّم میں داخل کریں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (نساء ۱۱)

اللہ تعالیٰ نے سبیل المؤمنین کے ترک پر وعید فرمائی ہے اگر یہ حرام نہ ہوتا تو اس پر وعید نہ وارد ہوتی۔ اور اس وعید میں سبیل المؤمنین کے ترک کو اور مخالفت رسول کو جو حرام ہے جمع نہ کیا جاتا اور جب غیر سبیل المؤمنین کی اتّباع حرام ہے تو سبیل المؤمنین کی اتّباع واجب ہوگی اور اجماعی حکم سبیل المؤمنین ہے لہٰذا اس کی اتباع واجب ہے۔

۲۔ اور سُنّت سے دلیل یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کو یہ فرمایا اُمّتِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ (ترمذی) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے کٹا وہ آگ میں پڑا۔ (ترمذی)

ان سب احادیث کا اختلافِ الفاظ کے باوجود مفہوم ایک ہے۔ یعنی مجموعی طور پر اُمّت کا خطا سے

معصوم ہونا۔ اس سے ثابت ہُوا کہ عُلماء کا اجماع حجّتِ شرعیہ ہے۔ ہمیشہ ان احادیث سے بغیر کسی رَدو قدح کے پہلے صحابہ کرام پھران کے بعد والے عُلماءِ عظام حجیتِ اجماع کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ تاآنکہ بعد میں مخالفینِ اجماع پیدا ہوگئے۔

منکرینِ اجماع کا حکم... اجماع قطعی کے منکر کے بارے میں عُلماء کے تین قول ہیں:

(۱) مطلقاً اجماع قطعی کا انکار کُفر ہے۔

(۲) مطلقاً اجماع قطعی کا انکار کفر نہیں۔

(۳) اگر اجماعی حکم کا دین میں سے ہونا امر قطعی ہو جیسے پانچ نمازیں تو اس کا انکار کُفر ہے اور اگر اس کا دین میں سے ہونا امر قطعی نہ ہو تو اس کا انکار کُفر نہیں۔ تاہم اجماع کی مخالفت جائز نہیں جیساکہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اجماع حجّت شرعیہ ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

سوال نمبر۲ : قیاس کی بنیاد ظن پر ہے اور جس چیز کی بنیاد ظن پر ہو وہ ظنی ہوتی ہے اور اللہ تعالٰی نے ظن کی اتباع سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے "اور اس چیز کے پیچھے مت چل جس کا تجھے علم نہیں" (الاسراء: ۳۶) لہٰذا قیاس کے ساتھ حکم بنانا درست نہیں کیوں کہ یہ اتّباعِ ظن ہے۔"

جواب : قیاس فقہ اسلامی کے مآخذ میں سے چوتھا ماخذ ہے اور اس کی حجیت کتاب وسُنّت اور اجماع سے ثابت ہے اس پر صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء اُمّت نے قرنہا قرن عمل کیا ہے۔ جمہور عُلماء کے نزدیک قیاس پر عمل کرنا واجب ہے جب کہ داؤد ظاہری اور ان کے پیروکاروں نے اس کا انکار کیا ہے، انھوں نے کہا کہ قیاس حجتِ شرعیہ نہیں ہے، ان کے دلائل میں سے ایک دلیل وہی ہے جس کا آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے عُلماء نے ان کے دلائل کے جوابات بھی دیے ہیں، ہم مختصر طور پر بعض جواب ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر آپ کو مزید وسعت درکار ہو تو کُتبِ اُصول فقہ کی طرف مراجعت کیجیے۔ مثلاً علامہ جوینیؒ کی البرہان، امام رازیؒ کی المحصول، الاحکام للآمدیؒ، شروح مختصر ابن حاجبؒ، اصول سرخسیؒ، اور عبدالعزیز بخاریؒ کی کشف الاسرار ان کتابوں میں منکرین قیاس کا تفصیلی رَد ہے۔ بہرکیف وہ آیات جن میں اتّباع ظن سے نہی کی گئی ہے، ان کا قیاس شرعی سے کوئی تعلّق نہیں نہ اس پر منطبق ہوتی ہے کیوں کہ ان آیات میں جس چیز سے نہی کی گئی ہے وہ ہے عقائد میں ظن کی اتّباع۔ رہے احکام عملیہ سو ان کے اکثر دلائل ظنی ہیں اگر ہم اس شُبہ کا اعتبار کرلیں تو ہمیں وہ تمام دلائلِ شرعیہ

ترک کرنے پڑیں گے جو ظنی الدلالت ہیں اور یہ باطل ہے۔ رہا ان کا اللہ تعالیٰ کے فرمان ولا تقف ما لیس لک بہ علم سے استدلال سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت سے مقصود نہی ہے اس بات سے کہ کوئی انسان محلِ یقین میں امکانِ تیقن کے باوجود حصولِ یقین سے انحراف کرکے ظن و تخمین پر اعتماد کرے پس یہ نہیں قیاس شرعی کو شامل نہیں کیوں کہ فرع و اصل کے درمیان علّت جامعہ پائے جانے کی وجہ سے حکم کے اعتبار سے فرع کو اصل کے ساتھ لاحق کرنا اس حکم کے قبیل سے نہیں جس سے آیت میں منع کیا گیا ہے، یعنی بغیر علم کے قول کرنا، کیوں کہ مجتہد اسی چیز کو اختیار کرتا ہے جو اس کے نزدیک راجح ہوتی ہے اور اس کا اجتہاد اس تک پہنچتا ہے۔

سوال نمبر ۳ : قیاس شرعی کے حجّت ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: عُلماء نے قیاس کی حجیت کو کتاب و سُنّت اور اجماع سے نیز عقلی دلیل سے ثابت کیا ہے، ہم ان میں سے بعض ذکر کرتے ہیں اور اگر مزید دلائل معلوم کرنے کا ارادہ ہو تو ان کُتب اُصول کو طرف مراجعت کی جائے جن کا مَیں نے منکرینِ قیاس کے شُبہات کے رَد میں پہلے ذکر کیا ہے۔ کتاب اللہ سے دلیل فرمانِ الٰہی ہے ۔ ھو الذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتٰب الآیۃ - اللہ وہ ہے جس نے اہلِ کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا۔ پہلے حشر کے وقت تمہارا گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور اُنھوں نے گمان کیا کہ ان کے قلعے اُن کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے سو ان پر اللہ کا عذاب ایسے طور پر آیا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا ۞ گراتے تھے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں، پس عبرت پکڑو اے اربابِ بصیرت: محل استدلال اللہ تعالیٰ کا فرمان فاعتبروا یااولی الابصار ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو اس عذاب کی خبر دی جو بنو نضیر پر نازل ہُوا تو اُن کو حکم دیا کہ وہ عبرت پکڑیں اور الاعتبار العبور سے مشتق ہے اور العبور کا معنی ہے المجاوزۃ یعنی گزرنا۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے نفوس کو ان پر قیاس کرو کیوں کہ تم بھی ان جیسے بشر ہو اگر تم ان جیسے کام کرو گے تو تمہارے اُوپر بھی وہی عذاب اتر پڑے گا جو اُن پر اُترا۔ پس یہ آیت تمام انواعِ اعتبار کو شامل ہے اور جب قیاس میں فرع و اصل کے درمیان موجود عِلّت جامعہ کی وجہ سے فرع سے اصل کی طرف مجاوزت ہوتی ہے تو یہ بھی اس اعتبار کے انواع میں داخل ہوگا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور سُنّت سے دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

ان کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو دریافت فرمایا کہ آپ کیسے فیصلہ کریں گے؟ انھوں نے جواب دیا کتاب اللہ کے ساتھ۔ فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا سُنّت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر آپ کو سُنّت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں بھی نہ ملے تو پھر؟ کہنے لگے میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اور اس میں کوتاہی نہ کروں گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے سینے پہ ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد، ابوداؤد طیالسی) اور اس کی بہت سے محققین نے تصحیح کی ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فیصلہ کرنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کتاب وسُنّت سے اجتہاد کی طرف منتقل ہونے کو درست قرار دیا ہے اور قیاس بھی اجتہاد کے انواع میں سے ایک نوع ہے۔ علاوہ ازیں عمل بالقیاس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور ہر وہ امر جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو وہ حق ہے اس کا التزام واجب ہے، اس کی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا مشہور حکم نامہ تحریری طور پر بھیجا کہ اشباہ ونظائر کو پہچانیے اور اُمور میں اپنی رائے کے ساتھ قیاس کیجیے (سنن کبریٰ بیہقی، الفقیہ والمتفقہ للخطیب) عقلی دلیل یہ ہے کہ کتاب وسُنّت کی نصوص محدود اور متناہی ہیں اور لوگوں کو درپیش مسائل غیر متناہی ہیں کیوں کہ ہر زمان ومکان میں نئے مسائل ظہور پذیر ہوتے ہیں سو اگر ان کے احکام معلوم کرنے کے لیے کتاب وسُنّت کی نصوص پر قیاس نہ کریں تو وہ بغیر حکم شرعی کے باقی رہ جائیں گے اور یہ باطل ہے کیوں کہ شریعت مقدسہ عام ہے اور تمام نئے پیش آمدہ مسائل کو شامل ہے، ہر ہر واقعہ کے لیے شریعت میں حکم موجود ہے اور مجتہدین پہ لازم ہے کہ وہ استنباط کے قواعد معروفہ کے موافق استنباط کریں۔

سوال نمبر ۴ : رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے جو درست اجتہاد کرے اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو غلط اجتہاد کرے اس کے لیے ایک اجر ہے۔

جواب : اس سے مُراد حاکم یا قاضی یا عالم مجتہد ہے۔ جب اس نے اجتہاد کیا اور اپنی ممکنہ استطاعت کسی مسئلہ کے حکم معلوم کرنے میں صرف کی اس کے باوجود اس سے حکم میں غلطی ہوگئی تو وہ گناہ گار نہ ہوگا بلکہ اپنے اجتہاد پہ ماجور ہوگا اور اگر اس نے حق کو پالیا تو اس کے لیے دوگنا اجر ہوگا ایک اجر اجتہاد پہ

دوسرا اصابتِ حق پر : بشرطیکہ وہ شرائطِ اجتہاد کا عالم و حامل ہو اور اگر شرائط اجتہاد کا عالم و حامل نہ ہو اور محض تکلّف کر کے اجتہاد کرے اور علم کا دعوٰی کرے تو یہ حدیث اس کو شامل نہیں۔

سوال نمبر ۵ : جب تمام فقہاء مجتہدین کی آراء کسی واقعہ کے ایک حکم پر متفق ہوں تو کیا وہ قانون شرعی ہو جاتا ہے ؟ کیا اس کی اتّباع واجب ہے ؟ یا اس کی مخالفت جائز ہے ؟

جواب : جب تمام فقہاء مجتہدین کسی واقعہ کے ایک حکم پر متفق ہو جائیں تو اس کو اجماع شمار کیا جاتا ہے جس کی مخالفت ناجائز اور اتّباع واجب ہے اور جو اس اجماع کی مخالفت کرتا ہے وہ اس وعید کی زد میں آتا ہے جس کو ہم نے حجیتِ اجماع کے دلائل میں ذکر کیا ہے۔

سوال نمبر ۶ : کیا احکامِ شرعیہ کے لیے قیاس کا چوتھے ماخذ کے طور پر اعتبار کیا جاتا ہے ؟

جواب : کتاب و سُنّت اور اجماع کے بعد احکامِ شرعیہ معلوم کرنے کے لیے قیاس چوتھا ماخذ ہے۔ اس کے ذریعے احکامِ شرعیہ معلوم کیے جاتے ہیں۔ علّامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں امام بخاریؒ نے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں فرمایا ہے : "مطلب یہ ہے کہ کسی کے لیے بچاؤ نہیں مگر کتاب اللہ میں یا سُنّتِ نبویہ میں یا عُلماء کے اجماع میں جب کہ ان میں حکم موجود ہو پس اگر ان میں حکم موجود نہ ہو تو پھر قیاس ہے۔ اس پر امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا باب الاحکام التی تعرف بالدلائل وکیف معنی الدلالۃ وتفسیرھا۔ یعنی یہ بات ان احکام کے بیان میں جو دلائل سے معلوم کیے جاتے ہیں اور دلالت کیسے ہوتی ہے اور اس کی کیا تفسیر ہے ؟ (احکام القرآن ۷ - ۱۷۲)

سوال نمبر ۷ - اس آدمی کا کیا حکم ہے جو کہتا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے ؟

جواب : اگر قائل کی مُراد انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین والا قیاس ہے تو قائل کا یہ قول دُرست ہے کیونکہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ، حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ سے نقل کیا گیا ہے اُنھوں نے فرمایا سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا اور غلط قیاس کیا اور حکماء نے کہا اللہ کے دُشمن نے غلط کہا کیونکہ اُس نے آگ کو مٹی پر فضیلت دی حالانکہ وہ دونوں ایک درجہ میں ہیں کہ وہ دونوں بے جان مخلوق ہیں اور اگر قائل کا مقصد قیاس شرعی کا انکار و رد ہے اور اس پر طعن ! تو یہ ناجائز ہے، کیونکہ ماہرین عُلماء کا اجماع ہے اخذ بالقیاس پر : اور اجماع کی مخالفت حرام ہے، جبکہ شاذ اقوال کا کوئی اعتبار نہیں۔

سوال نمبر ۸ - اسلامی شریعت میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید (یعنی تقلید شخصی) کا کیا حکم ہے ؟

جواب : مسئلہ تقلید کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں : (۱) مجتہدین یعنی وہ علماء جو دلائل سے مسائل مستنبط کرنے کی قدرت رکھتے ہیں ان کے لیے تقلید جائز نہیں بلکہ ان پر اجتہاد واجب ہے۔ (۲) عوام یعنی وہ لوگ جو اجتہاد کی قدرت و اہلیت نہیں رکھتے ان کے لیے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید جائز ہے۔

اور تقلید سے مُراد یہ ہے کہ فقہی مسائل میں دلیل جانے بغیر مجتہد کے قول کی اتباع کرنا۔ اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ پس پُوچھو اہلِ علم سے اگر تم نہیں جانتے۔ (الانبیاء : ۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان زخمی صحابی کے مشہور واقعہ میں کہ "جب وہ نہیں جانتے تھے تو انھوں نے پُوچھ کیوں نہ لیا : عاجز آدمی کے لیے بجز سوال کے کسی بات میں شفا نہیں" (ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، حاکم، طبرانی) اور عامۃ الناس کو اجتہاد کا مکلف بنانا متعذر ہے، کیونکہ اجتہاد کا تقاضا ہے کہ مجتہد میں خاص ذہنی صلاحیت ہو۔ علم میں پختگی ہو اور لوگوں کے احوال اور وقائع کی معرفت اور طلبِ علم اس پر صبر کی عادت اور اگر سب لوگ ان شرائط کو پُورا کرنے کے لیے ان کے حصول میں مشغول ہو جائیں تو کاروبارِ معیشت باطل ہو جائیں گے اور نظامِ دُنیا درہم برہم ہو جائے گا۔

سوال نمبر ۹ : کیا یہ آیت کریمہ "اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ" ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید پر منطبق ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب : آیت سے مقصود یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے احبار کو ارباب کی طرح بنالیا کیونکہ انھوں نے ان کی ہر چیز میں اطاعت کی چنانچہ امام ترمذیؒ نے عدی بن حاتم سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اس حالت میں آیا کہ میری گردن میں سونے کی صلیب تھی آپ نے فرمایا اے عدی اس کو اُتار پھینک۔ یہ بُت ہے اور مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپ نے سورہ براءۃ کی یہ آیت تلاوت کی اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم (توبہ ۳۱) پھر فرمایا خُوب سُن لو وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب وہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے یہ اُس کو حلال سمجھتے اور جب وہ ان پر کوئی چیز حرام کرتے تو یہ اُس کو حرام سمجھتے۔ سو کہاں ائمہ اربعہ اور کہاں وہ احبار جو اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیتے ہیں اور اللہ کی حلال ٹھہرائی ہُوئی چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ ائمہ اعلام کو ان احبار جیسا سمجھا جائے کیونکہ اُن ائمہ نے شریعت اسلامیہ کی خدمت میں اپنی پُوری قوت صرف کی اور اس میں اپنی زندگیاں لگادیں اور اُن کے درمیان جو مسائل میں اختلاف ہے وہ درحقیقت

اختلاف اجتہادات کی وجہ سے ہے۔ ان کا یہ اختلاف باعثِ اجر ہے۔ اور یہ کہنا کہ مذکورہ بالا آیت ائمہ اربعہ کو بھی شامل ہے، جھوٹ ہے، بہتان ہے اس کا سبب جہالت عظیمہ ہے۔

سوال نمبر ۱۰: کیا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید شرک و کفر کے زمرہ میں داخل ہے؟

جواب: ائمہ اربعہ کی تقلید غیر مجتہد کے لیے جائز ہے اس کا کفر و شرک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ائمہ اربعہ حق اور دین حق کے داعی ہیں۔ انھوں نے اپنے نفوس کو علم شریعت کے سیکھنے سکھانے کے لیے وقف کر دیا۔ حتیٰ کہ اس علم کا بڑا حصہ پایا۔ جس کی وجہ سے ان میں اجتہاد کی قدرت وصلاحیت پیدا ہوگئی۔ سو عامۃ المسلمین جو ان کے مقلد ہیں وہ راہِ ہدایت اور راہِ نجات پر ہیں ان شاء اللہ۔

سوال نمبر ۱۱: اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مقلدین شرک اور کفر کرتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا یہ عقیدہ غلط ہے اس کی قطعاً کوئی بنیاد نہیں اور یہ عقیدہ دلالت کرتا ہے شریعت اسلامیہ سے بڑی جہالت پر کیوں کہ شریعت اسلامیہ نے کفر و ایمان شرک و توحید کے درمیان فرق کیا ہے ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ دین کا اتنا حصہ ضرور سیکھے جس کے ساتھ وہ شرک و کفر اور اجتہاد کے درمیان فرق کر سکے۔

سوال نمبر ۱۲: کیا لوگ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کے محتاج ہیں یا نہیں؟ اور جس مسئلہ میں نص نہ ہو اس میں تقلید گمراہی ہے یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب ویسا ہی ہے جیسا ہم نے پہلے تفصیلاً لکھا ہے کہ غیر مجتہد محتاج ہے مجتہد کی تقلید کی طرف اور مجتہد کی تقلید خواہ غیر منصوص مسئلہ میں ہو یا نص کے سمجھنے میں ہو جائز ہے یہ تقلید گمراہی کی طرف مفضی نہیں ہے بلکہ اس کا گمراہی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند)

بقیہ: تحفظ سنت کانفرنس

مسلمان، عافیت اور آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں۔

نیز یہ کانفرنس سبھی اہلِ مدارس کو خاص طور پر متنبہ کرتی ہے کہ وہ پوری طرح احتیاط سے کام لیں اور کسی بھی مشتبہ شخص یا جماعت سے کوئی رابطہ نہ رکھیں تاکہ حکومت کو مدارس کے خلاف شر انگیزی کا کوئی موقع نہ مل سکے۔

مغرب کو افغانستان کی فوجی طاقت سے نہیں اس کے نظریہ سے خطرہ ہے

افغانستان پر پابندیاں صرف اسلام کا علم بلند کرنے پر لگیں

افغانستان اور طالبان کے بارے میں ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر بشیر الدین محمود کا حقائق پر مبنی تجزیہ

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲ رمئی ۲۰۰۱ء)

لاہور (تجزیہ: ڈاکٹر سلطان بشیر الدین محمود) پاکستان کے غیور مُسلمانوں کے ساتھ مل کر رُوس جیسی سُپر پاور کو ملیا میٹ کرنے اور سالہا سال سے خانہ جنگی کا شکار رہنے والی اسلامی امارت افغانستان جس کے پاس بحری قوّت ہے نہ فضائی لیکن یہاں سے نُور پُھوٹ پڑا ہے اور اس کی طرف سے اسلام کا جھنڈا بلند کرنے پر مغرب بوکھلا اُٹھا ہے۔ اسے افغانستان کی فوجی قُوّت سے نہیں بلکہ اس کے نظریہ سے خطرہ ہے اور صرف اسی وجہ سے اس پر پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ اسی طرح پاکستان کو بھی دُنیا دو نمبر کہتی رہی لیکن آج الحمد للہ پُوری دُنیا پاکستان کو اصلی ایٹمی قوّت تسلیم کرنے پر مجبور ہے اگر پاکستان پر بھی افغانستان کی طرح پابندیاں لگ جائیں تو یہ نمبر ایک اقتصادی طاقت بھی بن سکتا ہے۔ نئی صدی کی آمد کو ایک سال ہوگیا ہے اور اس نئی صدی کا انتظار مختلف لوگوں کو مختلف طریقے سے رہا۔ اس کے تناظر میں بڑی باتیں ہُوئیں بڑی پیش گوئیاں ہُوئیں۔ اسی تناظر میں قیامت کے بارے میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث میں پیش گوئیاں ہیں اور بیشمار واقعات پُورے ہوچکے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے نزدیک سال مہینہ ہوگا، مہینہ دن اور دن ایک ساعت کی مانند ہوگا تاریخ کے وہ واقعات جو صدیوں میں ہوتے تھے اب سالوں میں ہو رہے ہیں واقعات کا جلد رونما ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ ہم زمانے کے آخری دہانے پر پہنچ چکے ہیں لیکن اس آخری دہانے میں ابھی ایک اور واقعہ ہونا ہے اور وہ ہے دینِ حق کا تمام عالم پر غلبہ اس کی منزل بھی شروع ہوچکی ہے۔ آپ سب نے دیکھ لیا آپ کے سامنے یہ ہوچکا ہے کہ دُنیا کی سب سے بڑی ملحد پاور رُوس کو افغانستان کے غیور مُسلمانوں نے پاکستان کے غیور مُسلمانوں کے تعاون سے ملیا میٹ کر دیا ہے۔ سوویت یونین تاریخ کا ایک حصّہ بن گیا ہے اور الحمد

کے داعی ختم ہوگئے۔ یہ اس بات کی طرف پیش خیمہ ہے کہ الحاد کے بعد مشرک پاورز کی باری آنے والی ہے۔ دُنیا افغانستان سے اس لیے خطرہ محسوس کر رہی ہے کہ وہاں سے نُور پھُوٹ پڑا ہے اور وہ جانتے ہیں وہ اُسے پھُونکوں سے بُجھا نہیں سکتے اور پاکستان کے پکّے اور سچّے مُسلمان اس نُور میں اُن کے ساتھ ہیں اس لیے کہ وہ جانتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ جو نُور افغانستان سے پھُوٹا ہے یہ کہیں دوسرے مُسلمان ممالک کو جگمگادے ورنہ افغانستان کے اُوپر جو پابندیاں لگی ہیں وہاں جو رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں وہ اس لیے کہ طالبان کی حکومت کو ختم کرنے کا کوئی اور جواز نہیں ہے اگر آج طالبان حکومت مسعود والے طریقے اپنا لیں تو اس کی کسی کے ساتھ جنگ نہیں رہے گی۔ امریکہ، برطانیہ، ہندوستان ان کی امداد کے لیے آگے بڑھیں گے۔ اس وقت وہاں جو کچھ ہو رہا ہے جو پابندیاں لگی ہُوئی ہیں یہ محض اس لیے ہیں کہ ان لوگوں نے اسلام کا جھنڈا بلند کر دیا ہے ـــــ دنیاوی اعتبار سے اس وقت وہاں بڑے مشکل حالات ہیں وہاں بہت زیادہ غُربت ہے چودہ پندرہ لاکھ شہدا کی بیوائیں ہیں۔ چالیس پچاس لاکھ یتیم بچّے ہیں وہاں تباہی ایسی ہُوئی ہے جیسے ہیروشیما اور ناگاساکی میں ہُوئی تھی۔ اس قدر سخت حالات میں بھی وہ ثابت قدم ہیں لوگ کہتے ہیں کہ غُربت جرائم کو جنم دیتی ہے اس سے ٹینشن پیدا ہوتی ہے اس سے ڈپریشن ہوتا ہے خودکشیاں ہوتی ہیں وغیرہ۔ یہ ساری تھیوریاں افغانستان میں فیل ہوجاتی ہیں نہ وہاں کوئی ڈپریشن ہے نہ کوئی جرائم اور نہ ہی کوئی پریشانی ہے۔ وہاں گلاب کے پھُول جیسے کھلے چہرے ملتے ہیں تو وہ کیا چیز ہے جو اس قدر شدید غربت کے باوجود ان کے دلوں میں اطمینان رکھے ہُوئے ہیں ؟ قرآن مجید کی بہت ساری آیات کا نقشہ آپ کو وہاں نظر آتا ہے۔ غُربت کے باوجود کوئی جرائم نہیں۔ خوست کے ایک آدمی نے جو کہ طالبان کا حامی نہیں، نے طالبان کی بُرائیاں کرتے ہُوئے کہا کہ اتنے سالوں میں وہاں بجلی نہیں، پانی نہیں، سڑکیں نہیں بنائی گئیں جب اس سے پُوچھا گیا کہ اُنھوں نے کوئی اچھا کام بھی کیا ہے، کوئی امن وامان کا مسئلہ بھی ہے ؟ کہنے لگا ہاں، یہ بات تو ٹھیک ہے ہمارے علاقے میں دو سال پہلے ایک چوری ہُوئی تھی۔ افغانستان سے متعلق جرمنی اور رُوس کی رپورٹوں کے مطابق یہ عجیب مُلک ہے اتنا امیر مُلک ہے کہ دُنیا میں اگر ہر کلومیٹر کے حساب سے دیکھا جائے تو افغانستان سے زیادہ امیر دُنیا میں کوئی ملک نہیں ہے۔ افغانوں کو بھی یہ پتہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنکی زمین میں کس قدر دولت رکھ دی ہے اور کیوں رکھ دی ہے لوگ آج کل سب سے بڑی دولت تیل اور گیس کو سمجھتے ہیں افغانستان کے صُوبہ بلخ میں رُوسیوں نے بائیس ۲۲ جگہ نشاندہی کی ہُوئی ہے کہ یہاں اتنا تیل ہے کہ افغانستان مستقبل میں سعودی عرب ہوگا۔ آٹھ کنویں تو ایسے ہیں جن میں اتنا زیادہ پریشر ہے کہ صدیوں تک وہ تیل اپنے پریشر سے

ہی نکل سکتا ہے۔ گیس اس قدر ہے کہ رُوس زمانہ جنگ میں لاکھوں کیوبک میٹر یومیہ کے حساب سے گیس وہاں سے لے کر جاتا رہا اور افغانوں کو اس کی کوئی قیمت نہیں دی گئی گیس اور تیل کے علاوہ دُنیا کی بڑی دولت لوہا ہوتی ہے۔ افغانستان میں سترہ جگہ پر لوہے کے دس بلین ٹن سے زیادہ ذخائر ہیں اور یہ UNDP کی رپورٹ میں لکھا ہے دس بلین ٹن لوہے میں آدھی سے زیادہ مقدار (۶۲ سے ۶۳ فیصد) اس لوہے کی ہے جو سمجھا جاتا ہے کہ دُنیا کے بہترین ذخائر میں سے ہے۔ افغانستان میں تانبے کے ذخائر دُنیا کے تمام ممالک سے زیادہ ہیں سونے کا حال یہ ہے کہ غزنی کے علاقے میں سونے کے ذخائر ہیں افغانستان میں سونے کی جو مقدار بتائی گئی ہے وہ ایک ٹن چٹان میں نو سے گیارہ گرام ہے۔ شمالی علاقے میں جہاں مسعود کی تھوڑی سی یلغار ہے بہت زیادہ سونا ہوتا ہے لیکن غزنی کا سونا اب بھی نکالا جا سکتا ہے UNDP کے حساب کے مطابق وہاں ایک لاکھ ٹن سے زیادہ سونا ہے اسے کون غریب کہہ سکتا ہے اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ملک کو ایسے ایسے پتھروں سے نوازا ہے جو پونڈز یا ڈالرز تو ایک طرف سونے میں بھی نہیں تولے جا سکتے۔ ایک جگہ نہیں چار جگہ پر ۔۔۔ ایسے ایسے قیمتی پتھر ہیں جس کی ایک ہی مثال نوٹ کیجیے۔ کراچی کے ایک جوہری نے بتایا کہ میں نے ایک پتھر وہاں سے سو ڈالر کا خریدا۔ اس پتھر کو میں نے ذرا صاف کیا اس کی شکل کو بدلا تو میں نے وہ ایک لاکھ ڈالر کا ہالینڈ میں بیچ دیا اور ہالینڈ میں اس کی شکل کو مزید بدلا گیا تو وہ ایک ملین ڈالر میں چلا گیا۔ وہاں ایسی ایسی سٹریٹیجک دھاتیں ہیں جن پر آج کی خلائی ٹیکنالوجی انحصار کرتی ہے، جن پر بحریہ اور فضائیہ انحصار کرتی ہیں۔ افغانستان وہ واحد ملک ہے جس میں لیتھیم کے اتنے ذخائر ہیں کہ مستقبل میں یہ کسی اور مُلک میں نہیں ہوگی __________ ہائیڈروجن بم کے لیے لیتھیم کی ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ یہ توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے: بجلی سے چلنے والی کاریں، آبدوزیں، جہاز اور گھڑیاں، کیمرے میں بجلی کی بیٹریاں ہیں۔ یہ ساری کی ساری لیتھیم بیس ہیں اور جب آلودگی سے ڈرتا ہوا انسان بجلی سے چلنے والی ٹرانسپورٹ استعمال کرے گا تو اس وقت افغانستان کے سوا کوئی اور مُلک نہیں ہوگا جس میں لیتھیم پائی جائے یہ افغانستان کا کنٹر علاقہ ہے جو پاکستان میں چترال کے ساتھ ہے وہاں لیتھیم کی بہت بڑی مقدار موجود ہے۔ ایک معروف پاکستانی سائنسدان عبدالمجید خوست میں پانی کا پراجیکٹ کر رہے تھے جب وہ وہاں سے آئے تو مٹی کا کافی بڑا ڈھیلا لے کر آئے اور اس کے بارے میں بتایا کہ یہ بہت سفید ہے اور خوست کی دیواریں بہت سفید رہتی ہیں۔ میرے ذہن میں آیا کہ یہ سفید کیوں ہیں، میں وہاں سے مٹی کا ڈھیلا لے آیا ہوں جب ہم نے اس مٹی کے ڈھیلے کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا اس میں ٹائٹینیم کی بہت زیادہ مقدار ہے ٹائٹینیم سے میزائل بنتے ہیں

اس سے سپر سانک جہاز بنتے ہیں اس سے خلائی گاڑیاں بنتی ہیں آبدوزوں کے پرزے بنتے ہیں صرف یہی نہیں آپ کے ملک میں یہ پینٹ انڈسٹری نے پچھلے سال ۶۵ کروڑ کی درآمد کی ہے لیکن خوست کے لوگ ٹائٹینیم کی مٹی پر چلتے ہیں وہاں یورینیم کے ذخائر موجود ہیں وہاں ایک اور چیز ہے جس کو سائنسدان Rare Earth کہتے ہیں۔ Rare کا مطلب تو آپ جانتے ہیں کہ نایاب کا ہے یہ دُنیا میں واحد مُلک جہاں پانچ مربع کلومیٹر کی ایک پہاڑی ہے جو ساری کی ساری Rare Earth کی بنی ہوئی ہے کسی اور جگہ ایسی بات نہیں ہے اس تناظر میں آپ دیکھیں کہ رُوس نے کیوں حملہ کیا۔ ظاہر شاہ کے بعد رُوس وہاں داؤد کو لے کر آیا۔ جب تک داؤد نے وفاداری کی اُس کو رکھا، پھر اُس کو مار ڈالا۔ پھر غالباً نور محمد ترکی کو لایا گیا، حفیظ اللہ کو لایا۔ جب تک اس سے وفاداری کی اُس کو رکھا، پھر اُس کو مار ڈالا۔ لیکن رُوس نے دیکھا کہ ان میں سے تو کوئی بھی مستقل وفادار نہیں، لہٰذا اس نے سوچا کہ میں خود کیوں نہ آجاؤں۔ اس سے پہلے رُوس نے وہاں سڑکوں کا نیٹ ورک بنایا جو کانوں کو جاتا تھا تاکہ افغانستان کے قدرتی ذرائع وہاں سے سیدھے رُوس جائیں ___ جب رُوس نے قبضہ کرنے کی خواہش کی تو امریکہ نے اس لیے مخالفت کی کہ کہیں کمیونزم اور مضبوط نہ ہو جائے۔ آج امریکہ طالبان کی مخالفت کر رہا ہے اس لیے کہ طالبان کہتے ہیں کہ یہ ذخیرے اسلام کی امانت ہیں بلکہ ان میں سے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت امام مہدی کی امانت ہیں۔ یہ قابلِ غور بات بھی ہے کہ انگریزی حکومت میں جب سورج نہیں ڈوبتا تھا تو وہ سُورج یہیں گہنایا تھا۔ کیوں؟ انگریز یہاں کیوں قبضہ نہ کر سکے اور فرض کریں انگریز یہاں قبضہ کر لیتے تو کیا یہ قیمتی معدنیات لندن نہ پہنچ جاتیں؟ وہ اسی لیے قبضہ نہ کر سکے کہ یہ قیمتی معدنیات کسی گورے اور مُشرک مُلک کے پاس نہیں پہنچنی تھیں۔ یہی مشیّت ایزدی تھی۔ رُوس قبضہ کیوں برقرار نہ رکھ سکا کہ کسی ملحد مُلک کے پاس وہ خزانے نہیں جانے تھے اور اسی وجہ سے انشاء اللہ امریکہ بھی وہاں ناکام ہو جائے گا۔ افغانستان کے وزراء حتّٰی کہ وزیرِ اعظم نے مُسلمان بھائیوں کو دعوت دی ہے کہ وہاں آئیں اور ان وسائل کو نکالنا شروع کریں۔ اس لیے کہ اب وقت آخر ہے اور جیسے ڈاکٹر اسرار احمد کہتے ہیں کہ عنقریب امام مہدی آنے والے ہیں، ان کی فوجوں کو بھی تو کچھ چاہیے۔ اس تناظر میں آپ ساری چیزوں پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ دُنیا کے اس خطّہ میں کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے اور پاکستان کو کیا کرنا چاہیے اور کیوں کرنا چاہیے۔ اس تناظر میں

سوچیں گے تو ہم صحیح فیصلے پر پہنچیں گے۔ افغانستان میں پاکستان کے لیے بڑے مواقع ہیں۔ وہاں اسوقت کئی وزراء اُردو بولتے ہیں چونکہ وہ اُدھر ہی جوان ہوئے ہیں۔ پاکستانی روپیہ وہاں ایسے ہی چلتا ہے جیسے پشاور میں چلتا ہے وہ آپ کو ویلکم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے مشکل وقت میں کام آئے تھے، یہی ہمارے قریبی دوست ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ جو دولت اللہ نے اُنھیں دی ہے دونوں ملک مل کر اکٹھے نکالیں۔ اتنا موقع کسی اور قوم کو نہیں مل سکتا۔ پاکستان کے تاجروں، دانشوروں اور پاکستان کے شہریوں کو اور پاکستان کی اسلامی تحریکوں کے لیے یہ اتنا بڑا موقع ہے کہ جو تاریخ میں کبھی نہیں ملا تھا آپ کہتے ہیں آئی ایم ایف، اے ایم ایف اور ورلڈ بنک پاکستان کو کھا گئے وہ پاکستان کو اس لیے کھا رہے ہیں کیونکہ پاکستان اپنے آپ کو اُنھیں کھلا رہا ہے لیکن دوسری طرف اس قدر دولت پڑی ہوئی ہے جس کی ہمارے افغان بھائیوں کو بھی ضرورت ہے اور اگر ہم ان کی مدد کریں گے تو ہم بھی شرکت میں اُن کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہ تو معدنیات کی بات تھی، افغانستان کی زمین چھ لاکھ مربع کلومیٹر ہے جو کہ پاکستان سے کچھ زیادہ ہے۔ اس زمین میں ایک لاکھ پچاس مربع کلومیٹر زرعی زمین ہے، باقی معدنیات سے بھرے پہاڑ ہیں۔ یہاں کی زرعی زمین بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاص تحفہ ہے۔ وہاں کے فروٹ میں وہ مٹھاس ہے جو آپ قندھار کے انار میں دیکھ چکے ہیں یا وہاں کے خربوزے اور سردے گرمے میں دیکھتے ہیں۔ وہاں کے انگور میں وہ خوشبو اور مٹھاس ہے جس سے آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ وہاں کے بادام کی اتنی بڑی بڑی گریاں ہیں اور ان کا اتنا مزا ہے جو آپ لوگ پہچانتے ہیں۔ فروٹ میں افغانستان لازوال ملک ہے لیکن سبزیوں میں بھی پیچھے نہیں ہے۔ وہاں بڑے ٹماٹر ہوتے ہیں۔ خوردنی تیل آپ بھی مانگ رہے ہیں، وہ بھی مانگ رہے ہیں، خوردنی تیل کے لیے سورج مکھی کے پھول کا قطر ۳۶ سینٹی میٹر ہے۔ عجیب زمین ہے اور کیوں نہ ہو، جب خراسان سے فوجیں اُٹھتی ہیں تو یہیں سے سامان حرب ان کو ملتا ہے، یہیں سے اُنہیں خوراک ملتی ہے۔ یہ زرخیز زمین ہے اور بہت سارا علاقہ تو کبھی استعمال نہیں ہوا، اس کو ورجن لینڈ کہتے ہیں، یعنی جو پوری طاقت کے ساتھ کسی کا انتظار کر رہی ہے۔ وہاں کے وزیرِ زراعت کا کہنا ہے کہ ہمارے لوگ چونکہ بہت غریب ہیں، ہمارے کسانوں کے پاس بیجوں کے لیے پیسے بھی نہیں، ان کے پاس ٹریکٹر نہیں وہ ٹیوب ویل نہیں لگا سکتے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے کسان یہاں آئیں اور اس زمین کو

آباد کریں تاکہ یہ زمین پاکستان کو بھی کھلائے اور افغانستان کو بھی، یہ بہت بڑی دعوت ہے۔ وہاں ایک کھیت ۱۵۰ کلومیٹر لمبا اور ساڑھے تین کلومیٹر چوڑا ہے یعنی ۵۰۰ مربع کلومیٹر کا ایک کھیت ۔ صوبے میں اس کھیت کے ساتھ دریا ہے لیکن ابھی انتظار کر رہا ہے کہ کچھ ہاتھ آئیں اور وہاں بیج بوئیں پاکستان کو یہ مواقع ضائع نہیں کرنے چاہییں اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان اور افغانستان کو اگر آپ فضا سے دیکھیں تو ایک ہی ملک نظر آتا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی تاریخ کو اگر پڑھیں تو پچھلے دو ہزار سالوں میں اٹھارہ سو سال یہ دونوں ملک اکٹھے رہے ہیں۔ یہ تو صرف دو سو سال سے علیحدگی ہوئی ہے اور وہ بھی اس لیے ہوئی کہ ہم نے انگریز کی غلامی کو قبول کرلیا اور غیور افغان نے اس کو رَد کر دیا۔ اٹھارہ سو سال کا اکٹھا ایک خطّہ زمین، ایک ہی ارضیاتی ترتیب (Geological fornation) دونوں اطراف ایک نبیؐ اور ایک خدا کو ماننے والے ہیں۔ ان میں اور ہم میں سب عوامل مشترک ہیں۔ افغانستان میں معدنی دولت ہے، زراعت ہے لیکن وہاں انسانی وسائل (Human Resources) کا مسئلہ ہے۔ پاکستان کے پاس دُنیا کا بہترین دماغ ہے اور بہترین مین پاور ہے۔ آج بامیان میں بدھا کا بُت اگر توڑا گیا ہے تو اس وقت ہندوؤں کو تکلیف ہُوئی ہے جب اُنھوں نے ایٹم بم کا نام "بدھا" رکھا تھا اُس وقت کسی کو تکلیف نہ ہُوئی بہرحال جب ۲۱ رمئی ۱۹۷۴ء کو اُنھوں نے ایٹم بم چلایا تو پاکستان کو ہوش آیا لیکن اس کے ساتھ ہی یہی وہ لوگ جن کو ہم نے چین کا راستہ دکھایا تھا اور چین لے کر گئے تھے جن پر ہم نے ورلڈ کھول دی تھی۔ اُنھوں نے ہمارے اُوپر پابندیاں لگادیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان دیکھیں کہ صرف انہی پابندیوں کی وجہ سے آج ہم اٹامک پاور ہیں۔ اگر امریکہ اور اس کے ساتھی ۱۹۷۴ء میں ہمارے اُوپر ٹیکنالوجی کی پابندی نہ لگاتے تو اس وقت ہم ایٹمی طاقت نہ ہوتے لیکن مُسلمان کا مزاج ایسا ہے کہ جب مشکل حالات ہوتے ہیں تو وہ مجاہد ہوتا ہے۔ آپ کے ایٹمی سائنسدانوں نے اور آپ کی انڈسٹری نے آپ کے انجینئروں نے، آپ کے مزدُوروں نے شدید محنت کی۔ چونکہ ہر چیز ہم پر بند تھی اس لیے ہمیں ہر چیز خود تیّار کرنی پڑی۔ جیسے کہا جاتا ہے do not reinvent the wheel لیکن We had to re-invent the wheel ہمارے لوگوں پر نیوکلیئر انجینیئرنگ کی تعلیم بند کردی گئی اس کے باوجود ہم نے اس تعلیم کو حاصل کیا ہمیں ہر وہ چیز کرنی پڑی جو کہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی میں کرنی ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں ہر چیز خود کرنی پڑی۔ الحمد للہ آپ دُنیا میں پہلی نیوکلیئر پاور ہیں، آپ

(بقیہ ص ۵۳)

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب

(قسط: ۳)

فہمِ حدیث

ایمان، اسلام اور احسان

ایمان، اسلام اور احسان کی تعریف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رسولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُریٰ عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ، قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ...... قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ (مسلم)

حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں ایک دن ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب اچانک

ہمارے سامنے نمودار ہوتے (اُن کی حالت پر ہمیں بڑا تعجب ہُوا کہ اُن کے کپڑے انتہائی سفید (اور صاف شفاف) تھے اور اُن کے بال بھی خُوب سیاہ تھے (جیسے اُن پر کچھ گرد نہ لگی ہو) اور اُن پر سفر سے آنے کے کوئی آثار بھی نظر نہ آتے تھے (حالانکہ وہ ہماری بستی یا آس پاس کی کسی آبادی کے آدمی نہ تھے اور (نہ ہی وہ ایسے پردیسی تھے جو کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے ہُوئے ہوں کہ نہا دھو کر صاف شفاف کپڑے پہن کر آگئے ہوں کیوں کہ) ہم میں سے کوئی بھی اُن سے واقف نہ تھا اور (تعجب بالائے تعجب کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آکر آپ کے گھٹنوں کے ساتھ اپنے گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی رانوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر پُوچھا اے محمدؐ مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے (کہ کس کو کہتے ہیں ؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اسلام اس کو کہتے ہیں کہ تم (میری بتائی ہوئی تمام باتوں کو سچّا مان کر اور احکام کی اطاعت کو لازم سمجھ کر ظاہری تابع داری اختیار کرو جس کے اہم مظاہر یہ ہیں کہ تم) زبان سے اس بات کی گواہی دو کہ معبود تو صرف اللہ ہی ہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اور اگر جانے کی استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرو۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ سُن کر) ان صاحب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کی اس بات پر (بھی) بڑا تعجب ہُوا کہ خود ہی تو سوال کر رہے ہیں اور خود ہی تصدیق کر رہے ہیں (حالانکہ کوئی طالب علم تو ایسا نہیں کرتا بلکہ ایسا تو ممتحن کرتا ہے) پھر ان صاحب نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے (کہ کس کو کہتے ہیں ؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم دل سے (ان حقیقتوں کو یعنی) اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن (کے واقع ہونے) کو اور تقدیر کو خواہ وہ اچھی ہو یا بُری دل سے مان لو۔ (یہ سُن کر بھی) ان صاحب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر ان صاحب نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتایئے (کہ وہ کیا ہے ؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: (اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر یقین بڑھتے بڑھتے جب اس حد تک پہنچ جائے کہ اشیائے عالم اور اُن کے ساتھ تعلّق کے حجابات کو بندہ اپنے دل اور اپنی توجہ اور اللہ کے درمیان سے اُٹھا دے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا استحضار عام حالات میں اس کو عام طور سے اور عبادت کے وقت میں خاص طور سے حاصل رہے اور یہ کیفیت ہو جائے کہ) تم اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ پُختہ استحضار ہو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہے ہیں.... (یہ سب کچھ پُوچھنے کے بعد) پھر وہ

صاحب تو چلے گئے لیکن (حضرت عمر رض کہتے ہیں کہ) میں کچھ دیر حیرانی اور تعجب میں محو رہا۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے پُوچھا اے عمر کیا تم جانتے ہو کہ سوال کرنے والے کون تھے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی خُوب باخبر ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ جبرئیل تھے جو (اس طریقے سے) تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

کامل ایمان مکمّل اطاعت کے بغیر نہیں ہوتا

۱۔ عَنْ ابنِ عبّاسٍ رض قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ القَيْسِ . . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاتِيَكَ اِلَّا فِى الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَىُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَّرَاءَ نَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ . . . فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ . . . اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللهِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللهِ وَحْدَهٗ قَالُوْا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور) . . . عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے ہی میں آسکتے ہیں (کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفّار کا یہ قبیلہ یعنی مضر حائل ہے۔ (عربوں میں دورِ جاہلیّت میں بھی چار مہینوں کا احترام چلا آتا تھا یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ان چار مہینوں میں وہ کسی بھی دُشمن سے تعرض نہیں کرتے تھے اس لیے امن کے ساتھ سفر صرف انہی مہینوں میں ہوسکتا تھا) لہٰذا آپ ہمیں کوئی ایسی فیصل بات بتا دیجیے جو ہم اپنے پیچھے والوں کو بھی بتائیں اور ہم سب اس پر کاربند ہونے کے ذریعہ جنّت میں بھی داخل ہوسکیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو کرنے کی چار باتیں بتائیں (لیکن پہلے ان کے اجمال کے طور پر ایک جامع قسم کی بات بتائی یعنی) یہ کہ تنہا اللہ پر ایمان رکھو (آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں سے خود ہی) پُوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تنہا اللہ پر ایمان رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ان لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی خُوب باخبر

ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا رشے اپنے تمام لوازم اور تقاضوں کو شامل ہوتی ہے۔ ان کو علیحدہ کرکے شے کو نہیں لیا جاتا تو اللہ پر ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر جن چیزوں پر ایمان لانے کو کہا ہے۔ مثلاً اللہ کے رسولوں پر اس کی کتابوں پر اس کے فرشتوں پر اس کی طے کردہ تقدیر پر اور قیامت کے دن پر ان پر بھی ایمان رکھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کو لازم سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے بنیادی نوعیّت کے چار حکم یہ ہیں) اس بات کی (زبان سے) گواہی دینا کہ صرف اللہ ہی معبود ہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۲۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْئَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کے بارے میں آپ کے بعد پھر کسی اور سے پُوچھنا نہ پڑے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دل کی گہرائیوں سے کہو مَیں اللہ پر ایمان لایا پھر اس استقامت اختیار کرو (یعنی اس کے تمام لوازم اور تقاضوں کو پُورا کرو، کیونکہ جب اللہ کو اپنا خالق، رازق، رب، حاکم اور معبود اور مالک یوم الدین مان لیا اور اس کی قدرت اور قہاریت وجباریت کو بھی دل میں اُتار لیا تو اَب اللہ تعالیٰ کے احکام پُورا کرنے سے روگردانی اس کی پکڑ سے بے فکری کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔)

(جاری ہے)

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

پرُوفیسر میاں محمدّ افضل

اَلوِدَاعِیّہ اشعار

حرم مکہ شریف

الوداع اے خانہ کعبہ الوداع بیت عتیق
آنکھ سے دیکھا ہے کہ یَأتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ[1]

رَبُّنَا الرَّحْمَان ہے اَلْمُسْتَعَانُ ۔ اَلْمُسْتَعَانُ
میرا ربّ تو مجھ پہ ہے اِک ماں سے بھی زیادہ شفیق

آبِ زم زم کی حقیقت کیا کرے بندہ بیاں
مَیں سمجھتا ہوں کہ پیتا ہوں میں مختوم رَحِیْق[2]

حرم سے جاتا ہوں آقا بادلِ ناخواستہ
وطن ہے میرا یہاں سے دور فِیْ وَادٍ سَحِیْقٍ[3]

تُو حرم! مجھ کو وطن میں بے طرح یاد آئے گا
تیری یادیں ہوں گی مونس اور واں میری رفیق

میرے آقا پھر بلانا مجھ کو حرمِ پاک میں
واسطہ ہادیٔ دوراں کا جو تھے مرد خلیق

خاتمہ بالخیر کرنا عافیت سے اے خُدا
استقامت دے، چلوں میں نیک بندوں کا طریق

تیری فُرقت کے تصوّر سے ہی پُرنم آنکھ ہے
کیونکہ افضل ہے بظاہر سخت اندر سے رقیق

[1] دُور دراز راستہ
[2] سیل بند خالص شراب
[3] دور والی وادی میں

پروفیسر میاں محمد افضل

الوداعیہ نعت شریف

(در مسجدِ نبویؐ)

الوداع اے گنبدِ خضرا کے مالک الوداع — الوداع اے سیّدِ کونین آقا الوداع
دُور ہے میرا وطن مجھ کو بلا لیتے ہیں آپ — اپنی رحمت اپنی شفقت میں چھپا لیتے ہیں آپ
چشمِ پُرنم ہو رہی ہے الوداع کہتے ہُوئے — دل یہاں پہ لگ گیا تھا تیرے گھر رہتے ہُوئے
وقت کا قیدی ہوں جانے کے لیے مجبور ہوں — چاہتا ہوں یاں ٹھہر جاؤں مگر معذور ہوں
روضۂ جنّت میں آقا دل میرا اٹکا ہُوا — ممبر و محراب کے دامن سے ہے لٹکا ہوا
دیس میں جاکر یہ نظّارے کہاں پاؤں گا مَیں — آپ کا در چھوڑ کر آقا! بکھر جاؤں گا میں
سبز گنبد کے نظّارے واں کہاں پاؤں گا میں — بے کلی دل کی بڑھے گی اور گھبراؤں گا میں
آقائے مدنی مدینہ میں بلا لو پھر مجھے — دامنِ رحمت میں آقا اَب چھپا لو پھر مجھے
التجا افضلؔ کی ہے آقا بلانا پھر مجھے — خاکِ طیبہ کی شکل صُورت دکھانا پھر مجھے
خاتمہ بالخیر کی آقا دُعا دینا مجھے — شافعِ محشر! نہ محشر میں بھلا دینا مجھے
نیک کاموں سے میرا دامن تہی ہے یارسول — نیک بندوں سے محبّت ہے اُسے کر لو قبول
آل سے اصحاب سے اُلفت بہت ہے یاحضور — اِس محبّت کی وجہ سے معاف ہوں میرے قصور
میرے اہلِ خانہ پر نظرِ کرم فرمائیے — اُن کو مولیٰ اپنے در پر بارہا بلوائیے

الوداع کہتا ہے افضلؔ آپ کو باچشمِ نم
ہو اجازت مجھ کو آقا وقت ہے اَب بہت کم

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

بندہ جیسا عمل کرتا ہے ویسی ہی اُسے چادر اُوڑھادی جاتی ہے

علّامہ ابن کثیر رحمہ اللہ (م : ۷۷۴ھ) آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (۱۹ : ۹۶) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے خدائے رحمٰن (قلوب میں) اُن کی محبت پیدا فرمادیتے ہیں ـــــ کی تفسیر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں " مَامِنْ عَبْدٍ یَعْمَلُ خَیْرًا اَوْ شَرًّا اِلَّا کَسَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رِدَاءَ عَمَلِهٖ " بندہ جو عمل بھی کرتا ہے خواہ وہ عمل اچھا ہو یا بُرا اللہ تعالیٰ اُسے اُس عمل کی چادر اُوڑھا دیتے ہیں۔

یعنی وہ اس عمل کے ساتھ مشہور ہوجاتا ہے، اگر عمل اخلاص کے ساتھ کیا تھا تو مخلص جانا جاتا ہے اور اگر ریاء کاری مقصد تھا تو ریاء کار معروف ہوجاتا ہے۔

علّامہ ابن کثیرؒ نے اِس کے بعد ایک واقعہ ذکر کیا ہے جس سے اس ارشاد کی وضاحت ہوتی ہے، موصوف فرماتے ہیں۔

" حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ (م : ۱۱۰ھ) سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جی میں کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی اِس طرح عبادت کروں گا کہ لوگوں میں میرا چرچا اور شہرت ہوجائے گی، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف جُھک پڑا، جب بھی نماز کا وقت ہوتا وہ نماز پڑھتا نظر آتا، سب سے پہلے مسجد میں آتا اور سب سے آخر میں مسجد سے نکلتا، سات مہینے اسی طرح گزر گئے، لیکن ہُوا یہ کہ جب بھی یہ شخص لوگوں

کے پاس سے گزرتا لوگوں کو یہی کہتے سُنتا کہ دیکھو ریاکار جارہا ہے، اُس نے یہ حالت دیکھ کر جی میں کہا کہ جو مَیں نے چاہا تھا وہ تو ہُوا نہیں اُلٹا یہ ہُوا کہ جس سے سُنو میرا تذکرہ بُرائی سے ہی کرتا نظر آتا ہے، اَب میں اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اور صرف اُس کی رضاء و خوشنودی کے لیے کیا کروں گا۔ اُس نے نیت تبدیل کر کے اللہ کی عبادت شروع کر دی پہلے جو عمل کرتا تھا وہی عمل کرنے لگا اُن میں کچھ اضافہ اُس نے نہیں کیا لیکن اب یہ حالت ہوگئی کہ جب بھی لوگوں کے پاس سے گزرتا تو اُن سے سُنتا کہ اللہ فلاں پر رحم فرماتے اَب تو وہ واقعی اللہ والا بن گیا۔"[1]

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اِعطاءِ نبوّت کا سبب؟

حضرت مُلّا علی قاری رحمہ اللہ (م : ۱۰۱۴ھ) تحریر فرماتے ہیں :

"شیخ ابوالقاسم نے "تجبر" میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی کی کہ تمہیں معلوم ہے ہم نے تم کو نبوّت کیوں عطا کی؟ آپ نے عرض کیا: "یَا رَبِّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ" الٰہی آپ ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: وہ دن یاد کرو جس دن تم فلاں جگہ بکریاں چرا رہے تھے اور ایک بکری بھاگ گئی تھی تم بھی ـــــــ اُسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے، پھر جب تم نے اُسے پکڑ لیا تھا تو تم نے اسے مارنے کے بجائے یُوں کہا تھا کہ اے بکری تو نے مجھے تھکا دیا اور مَیں نے تجھے تھکا دیا۔ جب مَیں نے اس کمزور جانور پر تمہاری یہ شفقت دیکھی تو مَیں نے تمہیں نبوّت سے سرفراز کر دیا، ایک روایت میں یہ اضافہ بھی آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس بکری کو پکڑ کر کندھوں پر اُٹھایا اور ریوڑ میں واپس لائے (اس پر رحمتِ باری کو جوش آیا)"[2]

---

[1] تفسیر القرآن العظیم للحافظ ابن الکثیر ج ۳ ص ۱۴۰

[2] مرقاۃ المفاتیح جلد ۸ ص ۱۷۲، طبع امدادیہ ملتان

صُورت کا اثر سیرت پر

حضرت مُلّا علی قاری رحمہ اللہ نے حدیث مُبارک " مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ " کے تحت ایک عجیب حکایت نقل کی ہے عبرت کے لیے نذرِ قارئین کی جاتی ہے، حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

" اس موقع پر ایک غریب حکایت اور ایک عجیب لطیفہ نقل کیا گیا ہے، وہ یہ کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون اور اُس کی آل کو غرق کیا تو فرعون کے اس مسخرے کو غرق نہیں کیا جو موسٰی علیہ السّلام کی نقلیں اُتار کر فرعون اور اُس کی قوم کو اپنی حرکات وسکنات سے ہنسایا کرتا تھا۔ حضرت موسٰی علیہ السّلام نے اللہ کے حضور میں گڑگڑا کر عرض کیا کہ الٰہی یہ مسخرہ مجھے باقی فرعونیوں کی بہ نسبت زیادہ ایذا دیا کرتا تھا، (اسے آپ نے کیوں غرق نہیں کیا؟) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اسے اس لیے غرق نہیں کیا کہ یہ آپ جیسا لباس پہنے ہُوئے تھا۔" والحبیب لا یعذب من کان علی صورۃ الحبیب" اور محب، محبوب کی صُورت میں آنے والے کو عذاب نہیں دیا کرتا۔"[1]

اقوالِ سلف

علاّمہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (م: ۹۱۱ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے " الکنز المدفون والفلک المشحون" یہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے اس میں آپ نے مختلف علوم وفنون سے متعلّق معلومات درج کی ہیں، نیز اس میں آپ نے اسلاف کے حیرت انگیز واقعات اور عبرت انگیز اقوال بھی درج فرمائے ہیں۔ راقم الحروف اس موقع پر اسلاف کے چند اقوال ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

۱۔ " انسان کی سعادت مندی میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اُس کی بیوی ہم مزاج

---

[1] مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۲۵۵

ہو، اُس کے بھائی نیک و صالح ہوں، اُس کی اولاد فرماں بردار ہو اور اُس کا رزق اُسی شہر میں ہو جس میں وہ رہتا ہے۔"[1]

۲- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں۔

"تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی میں پائی جائیں تو وہ نیک بخت بن جاتا ہے (۱) جب کسی کو غصّہ آئے تو اُس کا غصّہ اُسے حق سے دُور نہ کر دے (۲) جب کوئی شخص راضی ہو تو اُس کا راضی ہونا اُسے کسی ناجائز کام میں مُبتلا نہ کرے (۳) جب اسے قدرت و اختیار حاصل ہو تو وہ حرام میں پڑنے سے بچتا ہے اور لوگوں پر ظُلم و ستم سے رُکا رہے۔"[2]

۳- حضرت لقمان حکیمؒ فرماتے ہیں

"تین شخص تین موقعوں پر پہچانے جاتے ہیں۔

(۱) بردبار غُصّہ کے وقت (۲) بہادر لڑائی کے وقت (۳) بھائی ضرورت کے وقت۔"[3]

۴- "ہارون رشید نے ابن سماکؒ سے گزارش کی مجھے نصیحت فرمائیے ابن سماکؒ نے یہ دیکھ کر کہ ہارون رشید کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ ہے۔ ہارون سے پُوچھا: امیرالمؤمنین یہ بتلائیے اگر پانی کا یہ پیالہ آپ سے روک لیا جائے (اور آپ کو پینے کے لیے پانی نہ ملے) تو کیا آپ اس پیالہ کو حاصل کرنے کے لیے اپنی سلطنت بدلہ میں دے دیں گے؟ ہارون نے کہا کہ ہاں دے دوں گا۔ ابن سماکؒ نے مزید سوال کیا کہ اگر یہ پانی جناب کے بدن میں جاکر رُک جائے اور پیشاب نہ آئے تو کیا آپ پیشاب آنے کے بدلہ میں اپنی سلطنت دے دیں گے؟ ہارون نے کہا کہ ہاں

---

[1] الکنز المدفون ص ۴۳

[2] ایضاً ص ۴۵

[3] الکنز المدفون ص ۵۵

دے دوں گا، اس پر ابن سماکؒ نے کہا کہ اُس سلطنت میں کوئی بھلائی نہیں جس کی قیمت ایک پیالہ پانی اور پیشاب کے برابر بھی نہیں، ہارون رشید یہ سُن کر رُو دیئے۔"[1]

۵۔ "مروی ہے کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام پہاڑوں میں تسبیح کرتے کرتے ایک غار کے دہانے پر پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ غار میں ایک بڑے ڈیل ڈول والا شخص لیٹا ہُوا ہے اور اس کے سرہانے یہ لکھا ہُوا ہے: "میں دیسم نامی بادشاہ ہُوں میں نے ایک ہزار برس حکومت کی تھی اس دوران ایک ہزار شہر فتح کیے تھے ایک ہزار لشکروں کو شکست دی تھی اور ایک ہزار کنواری شہزادیوں سے شادی کی تھی اور اَب جو میرا حال ہے وہ تم دیکھ رہے ہو کہ مٹی میرا بچھونا ہے اور پتھر میرا تکیہ ہے، جو مجھے دیکھے اسے میرے بعد دُنیا دھوکے میں نہ ڈالے"۔[2]

۶۔ علّامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَیں نے بعض مشائخ کو کہتے سُنا ہے کہ صوفیاء کرام اَنَا (میں) نَحْنُ (ہم) عِنْدِیْ (میرے پاس) اور لِیْ (میرے لیے) کو ناپسند کرتے ہیں، اس لیے کہ ابلیس نے کہا تھا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے بہتر ہوں) کہنے والوں نے کہا تھا وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور آپ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں) فرعون نے کہا تھا اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ (کیا نہیں ہے میرے لیے ملکِ مصر) اور قارون نے کہا تھا اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ (یہ مال تو مجھ کو ملا ہے ایک ہُنر سے جو میرے پاس ہے"۔[3]

۷۔ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"نیکی تین باتوں سے پُوری ہوتی ہے (۱) جلدی کرنے سے (۲) چھوٹا سمجھنے سے ——— (۳) چھپانے سے۔"[4]

---

[1] الکنز المدفون ص ۵۸ [2] ایضاً ص ۶۱

[3] الکنز المدفون ص ۴۸ [4] ایضاً ص ۶۳

مطلب یہ ہے کہ نیکی اس وقت کہلائے گی جب اُسے جلدی کیا جائے، اُسے چھوٹا سمجھا جائے اور اُسے چُھپا کر کیا جائے۔

۸۔ علّامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"حسنِ خُلق کی دس نشانیاں ہیں، جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

(۱) وہ جھگڑا کم سے کم کرے گا۔

(۲) وہ انصاف سے کام لے گا

(۳) وہ لوگوں کی لغزشات کی طرف نظر نہیں کرے گا۔

(۴) وہ بُرائی میں بھی اچھائی کا پہلو طلب کرے گا۔

(۵) وہ معذرت کا طالب ہوگا۔

(۶) وہ (لوگوں) کی اذیّت کو برداشت کرے گا۔

(۷) وہ اپنے نفس پر ملامت کرے گا۔

(۸) وہ دوسروں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے عیوب ڈھونڈھنے میں لگے گا۔

(۹) وہ ہر چھوٹے بڑے سے خندہ پیشانی سے پیش آئے گا۔

(۱۰) وہ ہر ایک سے نرمی سے بات کرے گا خواہ اُس سے کم تر ہو یا برتر۔"[1]

۹۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ

"علوم چار ہیں (۱) فقہ ادیان کے لیے (۲) طب ابدان کے لیے (۳) نجوم ازمان کے لیے (۴) اور نحو لسان کے لیے۔"[2]

۱۰۔ "سلیمان بن عبدالملک نے حضرت حمید طویلؒ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے :
آپ نے ارشاد فرمایا : امیر المؤمنین آپ خُدا کی نافرمانی کرتے وقت یہ خیال کرتے ہیں کہ

---

[1] الکنز المدفون ص ۱۲

[2] الکنز المدفون ص ۱۵ اصل عبارت اس طرح ہے العلوم اربعۃ الفقہ للادیان، والطب للابدان، والنجوم للازمان، والنحو للسان۔

اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو اس صُورت میں آپ ربِ عظیم کے حضور میں بڑی جُرأت کرتے ہیں اور اگر یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نہیں دیکھ رہے تو اس صُورت میں آپ ربِ کریم کے ساتھ کُفر کا معاملہ کرتے ہیں"۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ کسی صورت بھی خُدا کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اگر اس عقیدہ کے ساتھ نافرمانی کی کہ خُدا دیکھ رہا ہے تو گو ایمان تو بچ گیا لیکن اللہ کے حضور میں بڑی جُرأت وگستاخی کا معاملہ ہُوا۔اور اگر اِس عقیدہ سے نافرمانی کی کہ خُدا نہیں دیکھ رہا تو اس صُورت میں ایمان گیا، العیاذ باللہ اور ظاہر ہے کہ اِن دو صورتوں کے علاوہ کوئی تیسری صُورت ہے نہیں اس لیے کسی صورت بھی خُدا کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔

۱۱۔ اصمعی رح کہتے ہیں

"امرأ القیس کے بیٹے نعمانِ اکبر جس نے (عراق میں) ایک محل بنوایا تھا وہ ایک دن محل دیکھنے گیا تو جو نعمتیں اُسے ملی تھیں کہ بادشاہت تھی دُنیا کی وسعتیں تھیں، حکم چلتا تھا لوگ اس کے پاس آتے تھے وغیرہ وغیرہ اُسے یہ نعمتیں اچھی لگیں اس نے ہم نشینوں سے پُوچھا جو نعمتیں مجھے ملی ہیں کیا وہ کسی اور کو بھی ملی ہیں ؟ اس کے ہم نشینوں میں سے ایک دانا و حکیم شخص نے نُعمان سے پُوچھا یہ بتائیے یہ نعمتیں آپ کے پاس کیا ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی یا یہ آپ سے پہلے لوگوں کے پاس تھیں اور اُن سے چھن کر آپ کو مل گئیں ؟ نُعمان نے کہا کہ یہ نعمتیں مجھ سے پہلے لوگوں کے پاس تھیں اُن سے مجھے منتقل ہوئیں اور عنقریب مجھ سے بھی زائل ہو جائیں گی، اس حکیم نے کہا کہ پھر تو آپ ایسی چیزوں پر خوش ہو رہے ہیں جن کی لذت آپ سے چلی جائے گی اور حسرت رہ جائے گی، نُعمان بولا کہ پھر بچنے کی کیا صُورت ہے ؟ اس دانا نے کہا کہ یا تو آپ اُٹھیں اور اللہ کی طاعت و بندگی پر کاربند ہو جائیں یا پھر اُونی لباس پہن کر کسی پہاڑ پر جا کر مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں نُعمان نے پُوچھا کہ اگر مَیں ایسا کر لوں تو مجھے کیا ملے گا ؟ اس دانا نے کہا کہ ایسی زندگی ملے گی جس کے بعد موت نہیں، ایسی جوانی ملے گی جس کے پیچھے

---

[1] الکنز المدفنون ص ۵۸

بڑھاپا نہیں ایسی صحت ملے گی جس کے پیچھے بیماری نہیں اور ایسی بادشاہت ملے گی جو کبھی فنا نہیں ہوگی۔ نعمان نے کہا کہ ایسی صورت میں پھر اُن چیزوں میں کیا بھلائی جو فنا ہوجائیں گی۔ بخدا میں ایسی زندگی طلب کروں گا جو کبھی ختم نہ ہو۔ یہ کہہ کر ملک و سلطنت کو خیر باد کہا اور اُونی لباس پہن کر اُس دانا شخص کے ساتھ اللہ کی عبادت میں لگ گیا حتّٰی کہ دونوں اسی حال میں زندگی گزار کر فوت ہوگئے۔" لہ

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز
NBB
نفیس بُک بائنڈرز
ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے
نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے
مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں
۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ○ فون 7322408

لہ الکنز المدفون ص ۵۸

اخلاقِ حسنہ

قاری سمیع الحق صاحب

اسلامی معاشرے میں اخلاقِ حسنہ اور حُسنِ خُلق ایک اہم بنیادی ستون کا درجہ رکھتا ہے کیوں کہ اخلاقِ حسنہ اور حسنِ خُلق معاشرے کو سدھارنے کے لیے سب مضبوط اور ٹھوس مستحکم ہتھیار ہے۔ اخلاق لوگوں کے جتنے ٹھیک ہوتے رہیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ معاشرتی بگاڑ، سماجی ناانصافی ، اور افراتفری استحصالی نظام خود بخود دم توڑ دے گا اور یہ کام صرف اسلام اور اسلامی نظام ہی سے ممکن ہو سکتا ہے اور کسی نظام یا قانون سے ممکن نظر نہیں آتا۔ اس لیے اسلام میں " اخلاقِ حسنہ اور حُسنِ خُلق" پر زور دیا گیا ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ صاحبِ ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ پاتا ہے۔ جو رات بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزے رکھتے ہوں"۔

دوسری جگہ ارشادِ گرامی ہے کہ ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں"۔

احادیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ ایک اچھے اخلاق رکھنے والے کا اسلام میں کیا مقام و مرتبہ ہے"۔ اور وہ شخص جو ایسے اخلاق سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے اسلامی قانون اور اسلامی معاشرہ اُس کو کیا اہمیّت دیتا ہے۔ اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ نمازی نہ ہو اور وہ روزے نہ رکھیں بلکہ مطلب یہ ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ انفرادی طور پر کسی شخص کے روز مرّہ اعمال، گفتار، کردار اسلام کے بتائے اُصولوں کے مطابق ہونا چاہیے"۔ اور دوسری حدیث میں لفظ جمع کا استعمال ہُوا ہے۔ یعنیؑ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوتے ہیں"۔ دونوں حدیثوں کا مطلب، ربط اور مدعا ایک ہی ہے۔ پہلے میں انفرادی طور پر اور دوسری میں اجتماعی طور پر اخلاق درست اور صحیح رکھنے

کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرہ انسانوں ہی سے بنتا ہے اور انسانوں سے وجود میں آتا ہے۔ جہاں بنی نوع رہتے ہیں، وہاں معاشرہ قائم ہو جاتا ہے اور ایک اچھا معاشرہ بنانے کے لیے یہاں ہدایت دی جا رہی ہے کہ تم نے انفرادی اور اجتماعی زندگی سوسائٹی" میں کیسی گزارنی ہے۔" تمہارے اخلاق اعمال، گفتار اور کردار کیسے ہوں؟ ان سب چیزوں کو ٹھیک اور دُرست رکھنے کے لیے ارشادات دیئے گئے ہیں۔ اَب ہمیں اپنے گریبانوں میں اور اپنے اِردگرد دیکھنا چاہیے، کیا ہم اِن تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور اِن ہدایات و تعلیمات کو اپنے پر اور معاشرتی زندگی پر لاگو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اسلام ہم سے مطالبہ کرتا کیا ہے، اور ہمارے پر ذمہ داری کیا عائد ہوتی ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور واضح ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، ہمیں ماں کی گود سے لے کر قبر کی گود تک پوری زندگی کے آداب سکھاتا ہے۔ معاشرتی، سماجی ———— سیاسی اور معاشی مذہبی آداب سے بہرہ ور کرتا ہے۔ "تاہم آج اگر کسی معاشرے میں کوئی خرابی پائی جاتی ہے، اُس کو دُور کرنے کے لیے، عالمگیر مذہب اِسلام سے سبق سیکھا جانا چاہیے۔ اِتفاق و اتحاد اور باہمی جوڑ اس کی اصل اور بُنیاد ہے۔ آج بھی معاشرے میں استحکام و خوشحالی اگر آ سکتی ہے، تو وہ صرف اِسلام اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بتائے ہُوئے اُصولوں اور قانون سے ممکن ہے۔"

موجودہ دَور میں اسلامی معاشرہ جس ناہمواری کا شکار ہے، اُس کا سبب دین سے دُوری؛ اسلامی روایات و اقدار سے ناواقفیت اور اسلام کے بارے میں اسلام دُشمن، عالمی اِستعماری قوتوں کا پراپیگنڈہ ہے۔ خاص طور پر نوجوان طبقہ اِس بے دینی، آزاد خیالی اور مادہ پرستی کے سیلاب میں بُری طرح بہہ رہا ہے۔ جن کو اِس بُرائی کے سیلاب سے باہر نکالنا آج پہلے سے کہیں زیادہ لازم اور ضروری ہے۔

———— بقیہ: افغانستان پر پابندیاں ————

پہلی میزائل پاور ہیں۔ یہ سب اس ملک میں ہو گیا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں ہر چیز دو نمبر ہے۔ دو نمبر ہو گی لیکن اَب مغرب بھی مانتا ہے، ملحد و مُشرک بھی مانتے ہیں کہ اٹامک میں ایک نمبر ہے اگر یہ ممکن ہے تو ہم اٹامک میں بھی نمبر ایک ہو سکتے ہیں صرف پابندیاں لگنے کی دیر ہے۔

بزمِ قارئین

باسمہٖ وسبحانہٗ

ازلندن محمد عیسیٰ منصوری غفرلہ

یکم جون ۲۰۰۱ء

بخدمت گرامی جناب مولانا محمود میاں دامت برکاتہم !

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! اُمّید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ بندہ طویل عرصہ سے مراسلت نہیں کرسکا۔ شفیق صاحب کے ذریعہ سے آنجناب کی خیر معلوم ہوتی رہتی ہے اور انوارِ مدینہ سے استفادہ کے علاوہ اس کے ذریعہ آنجناب کی مصروفیات اور دینی جدوجہد سے برابر اطلاع رہتی ہے۔ جامعہ جدید کی تصاویر اور برِّ صغیر کے اکابر عُلما اور اہلِ اللہ کی اس میں تشریف آوری دُعاؤں سے نوازنا بلند توقعات اور نیک خواہشات یہ سب کچھ جامعہ مدنیہ جدید کے مستقبل کے لیے نیک فال اور بشارت ہے اور حضرت مولانا حامد میاں قدس اللہ سرہ العزیز کی دل سوزی اُمّت کے لیے کُڑھن محنتوں اور دُعاؤں کے عنداللہ مقبولیّت کی علامت ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لگائے ہُوئے چمن کے بار آور ہونے اور دین کے لیے ان کے خواب کی تکمیل اسباب مہیّا فرمائے اس میں آنجناب کی صفاتِ حسنہ دین کے درد وغم اور فکر کا بھی یقیناً بہت بڑا حصّہ ہے اس پر بندہ کو بے انتہا خوشی ہے بہت عرصہ سے آنجناب کو مُبارکباد کا عریضہ تحریر کرنا چاہتا تھا خُدا کرے آنجناب کے ہاتھوں جامعہ مدنیہ پاکستان میں اسلام کے نشر واشاعت کی بین الاقوامی یونیورسٹی بن جائے اور وہاں کے فارغین رسوخ فی العلم کے ساتھ ساتھ تعلّق مع اللہ، خشیّت وانابت، تقویٰ وتوکل اور دین کے درد وغم سے مالامال ہوں وما ذٰلک علی اللہ العزیز۔

موسم بہار کی آمد آمد ہے ڈاکٹر سلمان ندوی یعنی سیّد سلمان ندوی ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے ہُوئے ہیں۔ ان کے متعدّد اہم پروگرام کروائے ہیں۔ علّامہ ندوی رح اکیڈیمی کی ماہانہ فکری نشست بھی کئی ماہ سے

کامیابی کے ساتھ ہو رہی ہے مولانا سلمان الحسنی ندوی لکھنؤ سے ۷رجون تک بندہ کے پاس پہنچ رہے ہیں اس طرح دیگر بزرگوں اور احباب کی آمد شروع ہو چکی ہے

بندہ کی جانب سے مولانا رشید میاں دام ظلہٗ حضرت مولانا شاہ نفیس الرقم صاحب دامت برکاتہم مسعود میاں زید مجدہٗ قاری صاحب اور حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون ۔

فقط والسلام

محتاجِ دُعاء

محمدؐ عیسیٰ منصوری غفرلہ

یکم جون ۲۰۰۱ء

باسمہ تعالیٰ

از دارعرفات تکیہ شاہ علم اللہؒ

رائے بریلی یوپی الہند ۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ دوشنبہ

گرامی قدر جناب مولانا سیّد محمود میاں صاحب

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اُمّید ہے بصحت وعافیت ہوں گے۔ لاہور کے سفر میں آپ حضرات نے جس تعلّق و محبّت کا ثبوت دیا اُس کے لیے ہم آپ لوگوں کے مشکور ہیں۔ آپ کی رہائش گاہ میں مختصر سی جو نشست رہی ہے۔ اس کی یادیں قائم ودائم ہیں۔ آپ سے مل کر اس لیے بھی خوشی ہُوئی کہ آپ کے بزرگوں کے ہمارے بزرگوں سے بڑی مخلصانہ دیرینہ روابط رہے ہیں۔ آپ کے ایک چچا مولانا ساجد میاں صاحب سے دہلی میں اور جب وہ لکھنؤ یا رائے بریلی تشریف لاتے ہیں تو یہاں بھی ملاقات ہوتی ہے اور ہمارے دو قریبی عزیز سیّد حسین حسنی اور سیّد خالد حسنی ندوی اُن کے شریکِ کار ہیں۔

ہم آپ کے اسپر ممنون و مشکور ہیں کہ "انوارِ مدینہ" کے دو شمارے الحمد للہ اَب تک ہمیں یہاں موصول ہو چکے ہیں اور اُمّید ہے ہمارے اس دعوتی تحقیقی ادارہ "دارعرفات" کو انشاء اللہ برابر موصول ہوتے رہیں گے۔ یہ رابطہ کی ایک بڑی اچھی شکل ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرًا

اس پر افسوس رہا کہ جامعہ مدنیہ جدید کی زیارت کا موقع نہ نکل سکا اور صرف جامعہ مدنیہ قدیم

ہی کی زیارت ہوسکی۔ اور اس کی وسیع و عریض مسجد میں بار بار نماز پڑھنے کا موقع نصیب ہُوا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ جامعہ کو ہر طرح کی ترقیات سے نوازے۔

ہمارے سبھی رفقاء سفر مولوی سید بلال حسنی ندوی، مولوی محمود حسن حسنی ندوی، مولوی عبدالغفار ندوی اور مدیر بانگ درا لکھنؤ امین الدّین شجاع الدّین صاحب سلام کہتے ہیں اور ہم سبھوں کا سلام جامعہ کے لوگوں میں خُصوصاً مولانا رشید میاں صاحب مولانا نعیم الدّین صاحب مفتی عبدالواحد صاحب اور مولانا مسعود میاں کو پیش ہے۔

حضرت شاہ نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں مستقل عریضہ تحریر کرچکا ہوں اگر آسانی ہو تو اُن کی خدمت میں دُعا کی درخواست کردیں۔

والسّلام

مخلص
سیّد احمد علی ندوی

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے وہ ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہُوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہُوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے (ادارہ)

اگر قوم میں کام کرنے والوں کی کمی ہے، تو چنداں شکایت نہیں، کام کرنے والے ہمیشہ کم ہی رہتے ہیں لیکن افسوس اس عالمگیر خیرہ مذاقی پر ہے کہ جو کام کرنے والے موجود ہیں، ان کے حسن و قبح کو پہچاننے والے بھی ناپید ہیں۔ تحسین ہے تو ناشناسانہ، اور طعن ہے تو معاندانہ!

از رد و ہم قبول تو فارغ نشستہ ایم
اے آنکہ خُوب ما نشناسی ز زشت[1] ما

مرحوم غالب کو شکایت تھی:

غالب سوختہ جان را چہ بگفتار آری
بدیارے کہ ندانند نظیری ز قتیل[2]

لیکن قتیل نے تو پھر بھی اچھے شعر بہت سے کہے ہیں اور نافہم کے لیے یہ مثال کچھ زیادہ درد انگیز نہیں۔

اس کا کیا علاج کہ آج کل کے بازار فہم و نقد میں جب حکمت و فضیلت کا ترازو ہاتھ میں لیا جاتا ہے تو بہت سے مدعیان نظر ہیں جن کو شاہ ولی اللہ اور مولوی نذیر احمد دونوں کے وزن میں کچھ فرق نظر نہیں آتا!

(الہلال، ۲۲ جنوری ۱۹۱۳ء)

---

[1] اے وہ شخص جو ہمارے کھوٹے کھرے کو نہیں پہچانتا اس کے رد و قبول سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔

[2] جہاں نظیری اور قتیل میں لوگ فرق نہ جانتے ہوں وہاں غالب بیچارہ کس شمار میں ہے۔

وفیات

گزشتہ ماہ ۲۴ر جون کو فاران ہسپتال کے محترم ڈاکٹر ذوالفقار صاحب کے والدِ گرامی عارضۂ قلب کے سبب انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلیہ راجعون۔

مرحوم بہت نیک اور شفیق انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرماکر جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب اور دیگر برادران کو صبرِ جمیل اور اس پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

✻

جامعہ مدنیہ قدیم کے پُرانے پڑوسی جناب احمد حسن صاحب بھٹی ۲۵ر جُون کو اچانک وفات پاگئے مرحوم بہت پُختہ نمازی اور اچھے انسان تھے۔ اپنی اولاد کو عالم اور حافظ بنایا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کی اولاد اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ جدید اور خانقاہ میں ایصالِ ثواب اور دُعاءِ مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ قارئین سے یہی درخواست ہے۔

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

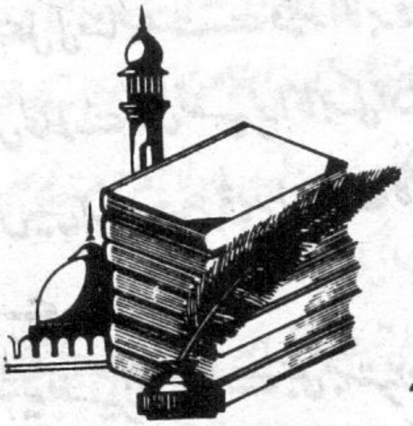

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : گلدستۂ تفاسیر (ج ۱)
تصنیف : مولانا عبدالقیوم مدنی
صفحات : ۷۶۲
سائز : ۲۰×۳۰/۸
ناشر : طیّب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
قیمت : ۳۳۰/

" ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ کے مؤسس و بانی مولانا محمد اسحاق صاحب زید مجدہم کے والد محترم مولانا عبدالقیوم مدنی مدظلہم کو اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مسلمہ کی اصلاح کا ایک خاص جذبہ عطا فرمایا ہے۔ اِس جذبہ کے تحت اُنھوں نے بہت سی وقیع کتابیں تحریر فرمائی ہیں جنہیں عوام النّاس میں پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ حال ہی میں مولانا موصوف نے عامۃ المسلمین کے نفع کے پیشِ نظر ایک جامع تفسیر لکھنی شروع کی ہے، زیرِ تبصرہ کتاب "گلدستۂ تفاسیر" اسی تفسیر کی خشتِ اوّل ہے، یہ جلد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے، اس تفسیر میں موصوف نے یہ اہم کام کیا ہے کہ متنِ قرآن کے ساتھ ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا دیا ہے اور تفسیر میں تفسیر عثمانی مکمل اور تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح، تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ کا خلاصہ درج کیا ہے۔ مزید برآں یہ کہ

موقع و محل کی مناسبت سے دیگر اکابر و اَعلام رحمہم اللہ کے تفسیری نکات اور معارف و بصائر ذکر کیے ہیں اس لحاظ سے اس تفسیر کو اکابر کی تفاسیر کا نچوڑ اور خلاصہ کہا جا سکتا ہے، بلاشُبہہ مولانا موصوف نے اس میں نہایت عرق ریزی سے کام لیا ہے اور واقعتاً مستند تفاسیر کا گلدستہ عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

یہ تفسیر اِس لحاظ سے بھی بہترین تفسیر کہی جا سکتی ہے کہ اس میں مسلکِ حق کی پُوری پُوری ترجمانی کی گئی ہے۔ خُدا کرے کہ یہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچے اور عوام النّاس کی رشد و ہدایت کا ذریعہ بنے۔

اِس تفسیر کے آخر میں ایک تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ صرف متن قرآن اور ترجمہ کے ساتھ درج کر دی گئی ہے تاکہ صرف ترجمہ یاد کرنے والے آسانی سے ترجمہ یاد کر لیں دوسرے اسی کے ساتھ صرف سورۂ فاتحہ اور بقرہ بغیر ترجمہ کے اس انداز سے شائع کی گئی ہے کہ ہر سطر کے نیچے ترجمہ لکھنے کی گنجائش رکھ دی گئی ہے تاکہ ترجمہ پڑھنے والے حضرات خود ترجمہ لکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ مفسّر اور ناشر دونوں کی کوشش و کاوش کو قبول فرمائے۔ کتاب کی طباعت اور کتابت انتہائی عُمدہ ہے اور کتاب حُسنِ معنوی کے ساتھ حُسنِ ظاہری سے بھی آراستہ ہے۔ عوام النّاس، عُلماء، طلباء اس سے ضرور فائدہ اُٹھائیں۔

❁

نام کتاب : تجلّیاتِ صفدر (ج ۴)

افادات : حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ

صفحات : ۶۵۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : جمعیت اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد

قیمت : ۱۸۰/-

تجلّیاتِ صفدر چہارم کے مرتّب و ناشر مولانا محمد الیاس صاحب زید مجدہم حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی مرحوم کے خاص تلامذہ میں سے ہیں مولانا مرحوم کے اخیر دَور میں خیر المدارس ملتان میں آپ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کرتے رہے ہیں، حضرت مولانا مرحوم کو آپ پر اس لحاظ سے خاص اعتماد

تھا کہ آپ نے انہیں اپنی مختلف تحریرات مرحمت فرمائیں کہ یہ اُنہیں جدید انداز سے شائع کریں چنانچہ مولانا الیاس صاحب نے حضرت مولانا کی زندگی میں نہایت اہتمام کے ساتھ مولانا مرحوم کے مختلف مضامین پر مشتمل تجلّیاتِ صفدر کے نام سے تین جلدیں شائع کیں جنہیں مولانا مرحوم نے بھی پسند فرمایا اور عوام النّاس میں بھی انہیں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

"تجلّیاتِ صفدر" کی جلد اوّل پر ناچیز کے قلم سے تفصیلی تبصرہ شائع ہو چکا ہے جو "تجلّیاتِ صفدر" جلد اوّل کے آخر میں دیکھا جا سکتا ہے، اِس وقت ہمارے پیشِ نظر "تجلّیاتِ صفدر" کی چوتھی جلد ہے۔ اِس جلد میں حضرت اوکاڑوی مرحوم کے مختلف عنوانات کے تحت تقریباً اُنیس مضامین درج کیے گئے ہیں۔ ان مضامین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو مکرر نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی حیثیت تکرار کے بجائے قندِ مکرر کی سمجھی جا سکتی ہے۔

مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح تقریر کا بہت اچھا انداز دیا تھا اسی طرح تحریر میں بھی آپ کا انتہائی خوب صورت انداز تھا۔ آپ کی کتاب شروع کرنے کے بعد جب تک ختم نہ ہو جائے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔

آپ کی تحریر سے جہاں مسلک حق کی ترجمانی ہوتی ہے وہیں دل کو سکون و انشراح کی دولت نصیب ہوتی ہے اور شکوک و شبہات ہباءً منثورًا ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے لائق شاگرد کو توفیق دے کہ وہ مولانا مرحوم کے مزید افادات شائع کر کے عوام النّاس تک پہنچاتے رہیں۔

کتاب کی کتابت و طباعت دیدہ زیب اور خوب صورت ہے جلد ڈائی دار اور قیمت مناسب ہے مولانا اوکاڑوی مرحوم کے تلامذہ و متوسلین علماء و طلباء نیز عوام النّاس اس سے ضرور فائدہ اُٹھائیں۔

❁

نام کتاب : تذکرۃ النعمان
تصنیف : محمد بن یوسف شافعی رح
ترجمہ : مولانا محمد عبداللہ مہاجر مدنی
صفحات : ۳۸۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مکّہ کتاب گھر الکریم مارکیٹ اُردُو بازار لاہور

قیمت : ۱۵۰/-

امامِ اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خُداوندِ قدوس نے ائمہ مجتہدین بالخصوص ائمہ اربعہ میں جو مرتبہ و مقام عطا فرمایا ہے وہ کسی اور کو نہیں ملا۔ (۱) آپ کو شرفِ تابعیت حاصل تھا۔(۲) آپ خیر القرون کے مجتہد تھے (۳) آپ نے بہت سے صحابۂ کرام اور تقریباً چار ہزار تابعین سے فیض حاصل کیا جن میں بہت سے اَجلّہ تابعین بھی شامل ہیں۔ (۴) آپ حافظ القرآن والحدیث تھے (علّامہ ذہبی، امام سیوطی اور امام صالحی رحمہم اللہ نے آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے) (۵) آپ کبار فقہاء و محدثین کے اُستاذ تھے (۶) آپ احکام شریعت کے سب سے پہلے مُدوِّن تھے، (۷) حدیث کی سب سے پہلی کتاب علیٰ ترتیب الفقہ کتاب الآثار کے نام سے آپ نے لکھی (۸) عقائد میں سب سے پہلی کتاب "فقہ اکبر" کے نام سے آپ نے تحریر فرمائی (۹) آپ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابد و زاہد متقی و پرہیزگار انسان تھے (۱۰) آپ تاجر تھے، (۱۱) آپ مجاہد تھے (۱۲) آپ نے چالیس برس عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی (۱۳) آپ نے پچپن حج کیے (۱۴) سو بار آپ خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوتے، (۱۵) آپ کتاب وسُنّت میں دی جانے والی بشارت کے اوّلین مصداق ہیں (۱۶) آپ دو تہائی سے زیادہ مُسلمانوں کے امام متبوع ہیں (۱۷) آپ کی فقہ عرب وعجم بلکہ یُوں کہیے دُنیا کے کونے کونے میں پہنچی (۱۸) آپ محسود بھی ہیں (۱۹) آپ محمود بھی ہیں (۲۰) آپ راہِ حق میں زہر خورانی کی بناء پر شہید بھی ہیں (۲۱) آپ امام الائمہ سراج الامۃ اور امام اعظم بھی ہیں رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

جس قدر آپ کے مناقب و مآثر پر لکھا گیا ہے شاید ہی کسی اور امام مجتہد کے متعلّق اتنا لکھا گیا ہو، کمال کی بات یہ ہے کہ آپ کی شخصیّت پر احناف نے جو آپ کے مقلّد ہیں اتنا نہیں لکھا جس قدر دیگر ائمہ مجتہدین کے مقلّدین نے لکھا ہے، زیرِ تبصرہ کتاب "تذکرۃ النعمان" بھی ایک شافعی المذہب عالم حضرت امام محمد بن یُوسف صالحی دمشقی (م : ۹۴۲ھ) کی کتاب "عقودُ الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" کا ترجمہ ہے، اس کتاب میں مصنّف نے حضرت امام صاحبؒ کی حیات و خدمات، واقعات و حالات،

محامد و محاسن اور آپ کی امتیازی خصوصیات پر دل کھول کر لکھا ہے، اس کتاب کے عربی میں ہونے کی وجہ سے اُردو خواں طبقہ استفادہ سے قاصر تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا محمد عبداللہ مہاجر مدنی زید مجدہم کو کہ اُنھوں نے اس کتاب کو اُردو کے قالب میں ڈھالا جس سے عوام کے لیے استفادہ آسان ہوگیا۔

پہلے یہ کتاب "شیخ الہند اکیڈمی" دیوبند سے شائع ہوئی تھی اسی کا عکس لے کر "مکہ کتاب گھر" لاہور کی جانب سے شائع کی گئی ہے اِس ایڈیشن میں ناشر نے اس کتاب کے آخر میں حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی کا ایک مضمون "امامِ اعظم غیروں کی نظر میں" درج کردیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات جاننے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہے، امام صاحب سے عقیدت رکھنے والے اس کی طرف ضرور توجہ فرمائیں۔

*

نام کتاب : جنھیں ختمِ نبوّت سے عشق تھا

تصنیف : محمد طاہر رزاق صاحب

صفحات : ۲۱۶

ناشر : عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوّت ملتان

قیمت : ۸۰/

محمد طاہر رزاق صاحب زید مجدہم کو عقیدۂ ختمِ نبوّت سے متعلّق لکھنے لکھانے سے جذباتی حد تک لگاؤ ہے آپ کے قلم سے اس موضوع پر بہت سی مقبول کتابیں نکل چکی ہیں حال ہی میں آپ نے ایک نئی کتاب "جنھیں ختمِ نبوّت سے عشق تھا" کے نام سے تحریر فرمائی ہے اس کتاب میں آپ نے بہت سے نامور فدایانِ ختمِ نبوّت کے حالات و واقعات کو دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے جن کے پڑھنے سے عقیدۂ ختمِ نبوّت سے قدرتی لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔

*

نام کتاب : قادیانی غداروں کی نشاندہی

مصنّف : محمد طاہر رزاق صاحب

صفحات : ۲۰۸

ناشر : عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوّت ملتان

قیمت : ۹۰/

زیرِ نظر کتاب "قادیانی غداروں کی نشاندہی" بھی جناب طاہر رزاق صاحب کے قلم کا شاہکار ہے اس کتاب میں آپ نے تاریخ کے حوالے سے بہت سے قادیانی مشنوں کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں، نیز قوم کو بہت سے قادیانی غداروں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کے قلم میں برکت دے تاکہ اُن کے قلم سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفّظ اور قادیانیوں کی سرکوبی کا کام ہوتا رہے۔

(ن ـ ا)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)